روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
قائم مقام ایڈیٹر
یوسف سہیل شوق
CPL 61

9 ربیع الثانی 1418ھ
13 ظہور 1376 ھش
13 اگست 1997ء

جلد 82-47 نمبر 178
بدھ
یوم آزادی نمبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

ہر احمدی اپنے وطن کا محبّ ہے اور وطن کی محبت اس کا جزو ایمان ہے

ہمیں اپنے وطن سے محبت ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس محبت میں سب سے پیش پیش ہیں

ہم اس وطن کے لئے ہر خطرے میں سب سے آگے کھڑے ہوں گے

"ہمیں اپنے وطن سے محبت ہے ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس محبت میں سب سے پیش پیش ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وطن ہم سے کیا سلوک کرے۔ ہم بہرحال اس وطن کے لئے ہر خطرے میں (اللہ نے چاہا تو) سب سے آگے کھڑے ہوں گے۔ ہر وہ تیر جو اس وطن کی طرف چلایا جائے گا احمدیوں کی چھاتیاں سب سے آگے ہوں گی ان تیروں کو لینے کے لئے۔"

(اقتباس از خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ 1982ء بحوالہ ماہنامہ خالد نومبر، دسمبر 1982ء صفحہ 9)

"ہر محبّ وطن احمدی کا فرض ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی ملک میں فساد نہ ہونے دے، 'محبّ وطن' سے میری مراد نہ صرف پاکستان بلکہ تمام دنیا کے احمدی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر احمدی اپنے اپنے وطن کا محبّ ہے اور یہ ہماری تعلیم ہے اور یہ ہمارا ایمان ہے کہ آج دنیا کی تمام قوموں میں سب سے زیادہ سچائی اور وفا کے ساتھ اگر کوئی اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اور وطن کی محبت جس کا جزو ایمان بن گئی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔

اگر ہم زیادہ وسیع نظر سے دیکھیں تو ساری دنیا ہی اس وقت فسادات کا شکار ہے اور تمام دنیا میں بعض تخریبی طاقتیں جو بڑے عظیم ملکوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور نسبتاً چھوٹے ملکوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں وہ پوری طرح سرگرم عمل ہیں کہ کس طرح فساد برپا ہو پس بین الاقوامی جماعت کے افراد کا اس کے مقابل پر فرض ہے کہ اپنے اپنے وطن میں ہر وہ ذریعہ استعمال کریں جس کے نتیجہ میں فساد دب جائے اور فساد کا کوئی موقع پیدا نہ ہو"۔

(الفضل یکم اگست 1983ء صفحہ 2-3)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
3 روپے 50 پیسے

13- ظہور 1376 ہش 13- اگست 1997ء

دعاؤں کا تحفہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیام پاکستان کے پچاس سال پورے ہونے پر پاکستان بھر میں خوشی و مسرت سے گولڈن جوبلی کی تقریبات منائی جا رہی ہیں۔ ہم بھی اس پر مسرت موقعے پر اہل وطن کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ تحفہ کسی بھی مادی یا غیر مادی تحفے سے زیادہ قیمتی اور حسین ہے۔

○ اے باری تعالیٰ ہمارے محبوب وطن پاکستان کو خوشحالی اور امن و سکون دے۔ اس کے باشندوں کو دہشت گردیوں، لوٹ مار اور قانون شکنیوں سے بچا کر سکون کی نیندیں عطا فرما۔

○ اے رحیم و کریم ہمارے وطن پر اپنا رحم اور کرم کر۔ اس کو محبت کا گہوارا بنا دے۔ نفرت سے پاک کر دے۔ اس کے باشندے ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے پر کرم نوازیاں کرنے والے ہوں۔

○ اے حق و صداقت عطا کرنے والے ہمارے ملک پاکستان کے ہر باشندے کو حق و صداقت عطا کر۔ سچائی کی شناخت کی توفیق دے۔ گمراہی سے نکال۔ صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرما۔

○ اے قہار اور غفار خدا ہمارے ملک کے باشندوں کو اپنے قہر اور غضب سے بچا۔ ان کو اپنے عذاب سے دور رکھ۔ ان کی تکالیف کو دور فرما۔ آفات ارضی و سماوی سے انہیں محفوظ رکھ۔

○ اے بخشنے والے ہمارے ملک کے افراد کے گناہ بخش دے۔ ان کی خطائیں معاف فرما دے۔ آئندہ سے ان کو گناہ سے بچائے رکھ۔ ان کو شیطان کے حملے سے محفوظ رکھ۔ ان کی نیکی کی طاقتوں کو ترقی دے۔ گناہ کی طاقت کمزور کر دے۔ شیطان کو شکست دے۔ اچھائی اور پاکیزگی کو فتح عطا کر۔

○ اے خداوند تعالیٰ پاکستان کے رہنے والے لوگوں نے تیرے نام پر، تیرے نام کی سربلندی اور عزت کے قیام کی خاطر یہ ملک پاکستان حاصل کیا تھا ان کو توفیق دے کہ وہ تیرے نام کو سربلند کریں۔

○ اے خدا پاکستان میں سچائی کا پرچار کرنے والوں کو کامیاب کر۔ جو سچائی سے دور ہیں انہیں حق اور سچ کے قریب کر دے۔ سچائی کے نام لیواؤں کے راستے آسان کر دے۔ ان کے راستوں کی رکاوٹیں ہٹا دے۔ دلوں کو نرم کر دے۔ خیالات کو ہموار کر دے۔ حق اور صداقت کے قبول کرنے کی تڑپ سے انہیں مالا مال کر دے۔

○ اے محبوب حقیقی، اے یار ازلی، اے وفادار حقیقی ہم کو اپنی محبت عطا کر۔ ہر نفرت کو شکست دے کر ہم صرف تیری محبت کا پرچار کرنے والے ہوں۔ ہم ان پاکستانیوں کو تیری گود میں لا بٹھانے والے ہوں جو تیری طرف پشت کئے بیٹھے ہیں۔ ہمارے وطن عزیز کا ہر کھیت، کھلیان، ہر شہر اور گاؤں، ہر گلی اور بازار ہر سڑک اور پگڈنڈی تیری نام کی محبت کا نعرہ بلند کرنے والوں سے بھری پڑی ہو۔ ہر سر تیری عبادت کے لئے جھکے۔ ہر دل تیرے نام پر دھڑکے اور ہر زبان تیرے ہی ذکر سے تر ہو۔

○ اے خدا ہماری دعائیں قبول فرما۔

چودہ اگست

جذبہ شوق کے اظہار کا دن ہے اے دوست
دین کی قوت بیدار کا دن ہے اے دوست
ملک وملت کے پنپنے کی جو تدبیریں ہیں
ان تدابیر کے شہکار کا دن ہے اے دوست
ہر بری بات پہ اک وار کا دن ہے اے دوست
آج آزادی افکار کا دن ہے اے دوست

کٹتے کٹتے مرے پاؤں کی بھی زنجیر کٹی
چھٹتے چھٹتے ستم و جور کی بدلی بھی چھٹی
سحر افرنگ و ہنود اور بھی گھائل کرتا
مرد مومن کی مگر خوبی تقدیر ڈٹی
اس کے احسان کے اقرار کا دن ہے اے دوست
آج آزادی افکار کا دن ہے اے دوست

میلی آنکھوں سے کوئی دیکھ کے دیکھے تو ذرا
اپنی ہر سانس نہ بن جائے گی پیغام وغا
خون کے کھیل سے کیا ہم کبھی گھبرائے ہیں
حملہ آور بھی کبھی ہم سے بھلا بچ کے گیا
عہد و پیمان کے گفتار کا دن ہے اے دوست
آج آزادی افکار کا دن ہے اے دوست

نسیم سیفی

خصوصی درخواست ہائے دعا

○ محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ، بیگم محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ اطلاع دیتی ہیں کہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا ہرنیا کا اپریشن لندن میں ہو گیا ہے۔ جملہ احباب کرام سے صاحبزادہ صاحب کی جلد صحتیابی کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محترم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت کا دل کا بائی پاس اپریشن راولپنڈی کے ہسپتال میں کامیاب ہو گیا ہے۔ یہ اپریشن مورخہ 9- اگست 1997ء کو ہوا۔ اپریشن کے بعد موصوف کو آئی سی یو میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کے بعد طبیعت مزید بہتر ہو جانے پر ان کو اب عام وارڈ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ احباب کرام سے محترم ملک صاحب موصوف کی جلد کامل شفایابی اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رہنے کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

خلافت لائبریری میں نمائش گولڈن جوبلی جشن آزادی

خلافت لائبریری ربوہ میں قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں پاکستان کے قیام اور استحکام کے بارے میں جماعت احمدیہ کی خدمت کو چارٹوں، تصاویر، نادر تحریرات، کتب، مسودوں اور خطوط وغیرہ کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے۔ نمائش صبح سے شام تک دیکھی جا سکتی ہے۔

اعلان تعطیل

مورخہ 14- اگست 1997ء بروز جمعرات دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی۔ لہذا اس دن کا شمارہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا ایک خطاب

قائد اعظم کا تصور پاکستان

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 1992ء کے آخر روز جو خطاب فرمایا اس میں قائد اعظم محمد علی جناح کے تصور پاکستان کا بھی ذکر فرمایا۔ حضرت صاحب کے خطاب کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ قائد اعظم محمد علی جناح جو بانی پاکستان تھے۔ ان کے دل میں کس طرح کے پاکستان کا تصور تھا وہ میں بیان کرتا ہوں۔ قائد اعظم دنیا کے چالاک سیاستدانوں کی طرح نہ تھے۔ بلکہ بہت ہی صاف دل اور صاف ذہن کے مالک تھے۔ سیاست کی قلابازیوں سے کلیتہً نا آشنا تھے۔ لیکن بڑے ثبات قدم کے حامل تھے۔ بڑی قوت اور قوی فیصلہ کے ساتھ کام کرتے اور پھر دوسروں سے مرعوب ہوئے بغیر اس رخ پر ہمیشہ کام کرنے والے تھے۔

حضرت صاحب نے فرمایا وہ ایک ایسے عظیم رہنما تھے جو ایسے وقت میں ہمارے ملک کو عطا ہوئے جبکہ ایسے کردار کے حامل قائد کی شدید ضرورت تھی۔

حضرت صاحب نے فرمایا قائد اعظم نے مختلف وقتوں میں پاکستان کا جو تصور پیش فرمایا اس میں سے مختصراً چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کس غرض سے انہوں نے اس عظیم مملکت کے لئے جدوجہد کی فرماتے ہیں۔

"ہم پاکستان کے تمام فرقوں کی بہتری اور خوشی کے لئے مسلسل کوشش کریں گے۔ شہنشاہ اکبر کی رواداری کوئی پرانا قصہ نہیں۔ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد رواداری کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ مسلمانوں کی تاریخ ان شاندار نقوش سے بھری پڑی ہے۔ جن پر ہم نے عمل کرنا ہے"۔

پھر دہلی میں مرکزی وصوبائی وزارت انصاف کے ممبران کے سامنے فرمایا۔

"ہم ایسے پاکستان کے قیام کو پسند نہیں کرتے جو علاقائی ولسانی تعصب ومفاد میں جکڑا جائے"۔

پھر محکمہ محصولات کی رسم افتتاح کے موقعہ پر 15-اگست 1947ء کو فرمایا۔

"اس نئی مملکت کے معرض وجود میں آنے سے ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ہم نے پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم مختلف خصوصیات رکھتے ہوئے بھی ایک ہی قوم کے افراد ہیں۔ ہم میں ذات پات کی کوئی تمیز نہیں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت سلوک اور امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور ملک کی خوشی کے لئے متحدہ جدوجہد کرنے کے اہل ہیں"۔

چیمبرز آف کامرس بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"پاکستان ایک ایسی حکومت ہوگی جس میں سب قوموں کو مل جل کر تمام آسائشوں میں حصہ ملے گا۔ پاکستان ایک ایسی حکومت ہوگی جہاں ذات پات کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا۔ آخر ہمیں کسی فرقے کے خلاف جو اپنے افراد کی تاریخی اور معاشرتی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ کیوں شکایت ہونی چاہئے؟"۔

حضرت صاحب نے فرمایا یاد رکھیں کہ قائد اعظم نے جہاں جہاں بھی لفظ فرقہ استعمال فرمایا ہے وہ مسلمانوں کے فرقے کے طور پر نہیں بلکہ مذہب کے طور پر استعمال فرمایا ہے۔ آگے جاکے یہ بات مزید کھل جائے گی کہ قائد اعظم جب فرقہ کہتے ہیں تو اس سے مراد مذہب ہے۔ فرماتے ہیں (گویا معنی یہ ہے)

"مجھے اس بات سے کیا تکلیف ہے کیوں شکایت ہو کہ کسی مذہب کے ماننے والے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق اپنی نسلوں کی تربیت کرتے ہیں۔ اپنے ماننے والوں کو پیغام پہنچاتے ہیں"۔

ایسی کوششوں کو فرقہ واریت کہنے کا کوئی فائدہ نہیں جتنی جلدی آپ حقائق کا سامنا کرنے کی کوشش کریں گے اتنی جلدی آپ موجودہ مسائل کا حل تلاش کرلیں گے"۔

قائد اعظم نے دستور ساز اسمبلی کا افتتاح کرتے ہوئے 11- اگست 1947ء کو صدارتی خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہورہی ہے۔ یہاں ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ یہاں ذات اور عقیدے میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کررہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے ہیں اور مساوی باشندے ہیں"۔

پھر اسی ضمن میں فرماتے ہیں۔

"آپ آزاد ہیں۔ آپ اس لئے آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں۔ آپ آزد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں۔ یا پاکستان کی حدود میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جائیں۔

آپ کا تعلق کسی مذہب یا عقیدے یا کسی ذات سے ہو اس کا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات بطور نصب العین ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہئے"۔

پھر 14- اگست کو آپ نے فرمایا۔

"اگر آپ لوگ باہمی تعاون سے کام کریں ماضی کو بھول جائیں اور گذشتہ راصلوٰۃ پر عمل کریں تو یقیناً کامیابی حاصل ہوگی۔ اگر آپ اس اصول پر کام کریں کہ ہر شخص خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو ماضی میں آپ کے تعلقات اس سے کیسے بھی رہے ہوں اس کا رنگ نسل مذہب کچھ بھی ہو آخر وہ اس مملکت کا شہری ہے اس کے حقوق مراعات اور ذمہ داریاں ساری یکساں ہیں۔ تو ہم بے حد ترقی کرجائیں گے۔ ہمیں اس جذبے کے ساتھ کام شروع کرنا چاہئے کہ رفتہ رفتہ اکثریت اور اقلیت کے مسلمان فرقہ اور ہندو فرقہ کے تمام اختلافات مٹ جائیں گے"۔

یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فرقہ کا لفظ قائد اعظم نے مذہب کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ فرمایا ہے کہ اکثریت اور اقلیت کے مسلمان فرقہ اور ہندو فرقہ کے تمام اختلافات مٹ جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ مذہبی اختلافات کی بات نہیں ہو رہی۔ ان اختلافات کی بات ہو رہی ہے جو مذہبی تعصبات کے نتیجہ میں قومی تعلقات میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔

"فاشیت کے خطرات سے دنیا کو بچانے کے لئے ہم نے کرۂ ارض کے دور دراز حصوں میں جاکر قربانیاں دی ہیں۔ مگر اب آپ کو وطن عزیز کی سرزمین پر اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل اور مساوات انسانی کا اصول قائم کرنا ہے آپ کو اس کے لئے ہر وقت تیار رہنا پڑے گا۔ ہمہ تن ہوشیار۔ ستانے کا موقع نہیں آیا ہے۔ یقین محکم ضبط و نظم اور ادائیگی فرض ایسے اصول ہیں کہ اگر آپ ان پر کاربند رہے تو کوئی شے ایسی نہیں ہوگی جسے آپ حاصل نہ کرسکیں"۔

یہ تھے وہ قائد اعظم جو ایک اسلامی مملکت کی تعمیر میں کوشاں تھے۔ جس کی بنیاد عدل پر رکھی جا رہی تھی۔ مساوات پر رکھی جارہی تھی۔ جو فرقہ پرستی اور تعصب کے ہر خیال سے پاک تھی۔ جو قائد اعظم کے دماغ میں جنم لے رہی تھی اور جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں منصہ شہود پر آجانا تھا۔

(الفضل 13- اگست 1992ء)

رہِ وفا میں قدم بڑھائیں

پچاس برسوں کی استقامت نے ذوق جو عزم والے بخشے
پچاس برسوں کی اس مسافت نے ہم کو جو بھی اجالے بخشے
خدا کرے کہ وہی اجالے ہماری منزل کا راستہ ہوں
جو جگمگاتا رہے ہمیشہ ہماری محفل کا وہ دِیا ہوں
کہ جس کی لَو میں ہمارے بچّے صداقتوں کے عَلَم اٹھائیں
رہِ وفا میں قدم بڑھائیں وہ علم و دانش کے گیت گائیں
جو آنے والے سبھی دنوں کو، جو عمر والوں کو کم سِنوں کو
محبّتوں کا شعور دیدیں، دل و نظر کا وہ نور دیدیں
جو میرے قائد کی خواہشوں کو، عمل کا ایسا دوام بخشے
میرے وطن کے ہر ایک گھر کو اخوّتوں کا نظام بخشے
خدا کرے کہ پچاس برسوں کے سب اندھیرے گریز پا ہوں
ہمارے پاؤں کے آبلے بھی خلوصِ مرہم سے باشفا ہوں
خدا کرے کہ میری دعائیں میری مرادوں کے پھول لائیں
میرے وطن کے تمام چہرے نئی تمازُت سے جگمگائیں
خدا کرے کہ تمام قریے تمام گلیاں تمام کوچے
تمام شاخیں تمام پتّے تمام گلشن تمام رستے
بہار لمحوں سے بہرہ ور ہوں مدام دنیا میں باثمر ہوں
یہاں کے جتنے مکیں ہیں عابد وہ علم و دانش میں معتبر ہوں

مبارک احمد عابدؔ

(گولڈن جوبلی پاکستان 1997ء)

کوٹھی برائے فروخت

دارالبرکات ربوہ میں مرکزی شاہراہ کالج روڈ پر ایک کنال رقبہ پر تعمیر شدہ کوٹھی رہائشی اور کمرشل مقاصد کیلئے موزوں۔ جملہ سہولیات مہیاء قابل فروخت ہے

رابطہ کیلئے: محمد رفیق 2/4 دارالبرکات کالج روڈ ربوہ فون 212485

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا خلیل احمد قمر

حضرت امام جماعت الثانی اور قائد اعظم محمد علی جناح

قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی جشن کی تقریبات بڑے تزک و احتشام سے منائی جارہی ہیں تحریک پاکستان پر مضامین مذاکرے اور اخبارات کے خصوصی ایڈیشن شائع کئے جا رہے ہیں جہاں پاکستان کی تاریخ گم گشتہ کو منظر عام پر لایا گیا ہے وہاں اس امر کا احساس بھی ہوتا ہے کہ قیام پاکستان کے پچاس سال کے بعد ایک فرضی تاریخ رقم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ایسے افراد کے نام نہاد کارناموں کا ذکر بڑے فخر سے کیا جاتا ہے جن کا تحریک پاکستان میں نہ صرف کوئی حصہ نہیں بلکہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو وہ افراد اور جماعتیں تحریک پاکستان کے مخالفین کی صفت میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ اور جن لوگوں اور جماعتوں نے تحریک پاکستان مسلم لیگ اور قائد اعظم کی دامے درمے سخنے مدد کی ان کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی جارہی ہے ان میں جماعت احمدیہ بھی ہے جس کی خدمات کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام کیا جاتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ الثانی کا قائد اعظم محمد علی جناح سے 1924ء میں مسلم لیگ کے دوبارہ احیاء کے موقع پر رابطہ ہوا جو قائد اعظم کی وفات تک جاری آیا۔ ذیل میں امام جماعت احمدیہ الثانی اور قائد اعظم کے درمیان ملاقاتوں رابطوں کی کچھ تفصیل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ نئی نسل کے علم میں یہ حقائق لائے جاسکیں اور وہ بھی فخر سے سر بلند کر کے بتاسکیں کہ ہمارے اسلاف نے بھی قیام پاکستان میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

قائد اعظم محمد علی جناح مسلمانان ہند کے عظیم سیاسی لیڈر تھے۔ آپ نے ہمیشہ اصولوں پر مبنی سیاست کی اور سیاست کے لئے کبھی بھی غیر آئینی حربے استعمال نہیں کئے۔ اور ہمیشہ حق کو حق سمجھتے ہوئے بلاخوف خطر بیان کیا اور وقتی مصلحتوں کو اپنے قریب پھٹکنے نہیں دیا۔ آپ نے سیاست کے لئے کبھی غیر آئینی حربے استعمال نہیں کئے۔ بلکہ ہمیشہ ملکی قانون کے اندر رہتے ہوئے آئینی ذرائع اختیار کر کے مسلمانان ہند کے حقوق کا تحفظ فرمایا۔ آپ نے 1905ء میں کانگرس کے پلیٹ فارم سے اپنی سیاسی کیریئر کا آغاز کیا بعد ازاں مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ 1913ء میں مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ 1919ء میں جب تحریک خلافت تحریک ہجرت اور تحریک عدم تعاون کا آغاز ہوا تو قائد اعظم ان تحریکوں سے کلیتہ الگ رہے بلکہ آپ نے مسلمانان ہند کو ان تحریکوں کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور مسلمانوں کو ان تحریکات میں حصہ لینے سے روکنے کی مقدور بھر کوشش کی مگران پر جوش تحریکات کے زمانہ میں ہوش کی باتیں کون سنتا تھا۔ اس وقت مسلمان ہند ہندو لیڈروں کے سحر میں گرفتار ہو چکے تھے۔ جناح کی بات سننے والا کوئی نہ تھا۔ چنانچہ ایسے حالات نے جناح کو پس منظر میں جانے پر مجبور کر دیا۔ مگر جہاں بھی موقعہ ملتا۔ آپ مسلمانوں کی راہنمائی فرماتے اور ان کو غلط طور طریقے اختیار کرنے پر متنبہ کرتے رہے۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بھی مسلمانوں کے حقوق کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے آپ نے جون 1913ء میں ایک ہفتہ وار اخبار الفضل جاری فرمایا جس میں آپ جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ سیاسی راہنمائی فرماتے 14 مارچ 1914ء کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو امامت کے مقام پر متمکن فرمایا۔ آپ نے جہاں جماعت احمدیہ کی دینی روحانی راہنمائی اور تربیت فرمائی۔ وہاں جماعت احمدیہ کی سیاسی راہنمائی بھی فرمائی۔ چنانچہ آپ نے اخبار الفضل کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو مسلمانان ہند کے مسائل اور حقوق سے آگاہ فرمایا اس کے ساتھ ساتھ جماعت کو اس امر پر تیار کیا کہ وہ مسلمانان ہند کے ساتھ مل کر ملکی آزادی کے لئے آئینی جدوجہد کرے۔ آپ مسلمانان ہند کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے آئینی و قانونی ذرائع اختیار کرنے کی تلقین کرتے۔ آپ نے مسلمانان ہند کو تحریک خلافت' تحریک ہجرت اور عدم تعاون اور ترک موالات جیسی تحریکات کے خطرناک عواقب سے آگاہ کیا جب 30 ستمبر 1919ء میں لکھنؤ میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو وہاں مسلمانان ہند کے مسلم راہنماؤں نے آپ کو بھی اس اہم اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ آپ نے اس اہم موقعہ پر خلافت ترکیہ کے موضوع پر ایک مدلل اور مبسوط مضمون شائع کروا کر تقسیم کیا پھر تحریک ہجرت عدم تعاون اور ترک موالات کے خطرناک نتائج کو قبل از وقت پوری وضاحت کے ساتھ مسلمانان ہند کے سامنے پیش کیا اور ان کو مدلل اور واقعاتی طور پر آگاہ کیا کہ ان تحریکات میں مسلمانوں کے حصہ لینے سے کانگرس کو تقویت پہنچے گی۔ مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت نہیں کرنی چاہئے۔ کانگرس اس بہانے ہندوستان کو مسلمانوں سے پاک کرنا چاہتا ہے۔ ہجرت کے نتیجہ میں ہندو ان کی جائیداد پر قابض ہو جائے گا۔ ملازمتوں میں جہاں مسلمان پہلے ہی کم ہیں عدم تعاون اور ترک موالات تحریک کے نتیجے میں ہندو آگے آجائیں گے۔ آپ نے ہندوستان کے مختلف مسلمان سیاسی راہنماؤں کے سامنے وضاحت کے یہ حالات رکھے۔ جہاں قائد اعظم محمد علی جناح کی باتوں پر کسی نے کان نہ دھرا۔ وہاں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی باتوں کو بھی کسی نے اہمیت نہ دی بلکہ ہندوستان میں بعض مقامات پر اس بناء پر جماعت کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا احمدی وفات یافتگان کی میتیں قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دی گئیں وجہ یہ تھی کہ جماعت احمدیہ مسلمانان ہند کو کانگرس کے سحر میں گرفتار ہونے سے روک رہی تھی۔ یہ وہ حالات تھے جن میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت الثانی قائد اعظم محمد علی جناح کی قومی خدمات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ حضرت صاحب نے 14 نومبر 1923ء کو بریڈلاء ہال لاہور میں ایک تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کو مسٹر جناح اور راجہ صاحب محمود آباد سے بے اتفاقی برتنے پر سخت اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایک زمانہ تھا۔ جب مسلمان ان کی بہت بڑی قدر کرتے اور ان کو اپنا لیڈر سمجھتے تھے مگر اب یہ حالت ہے کہ ان کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس طرح مسلمان نقصان اٹھا رہے ہیں۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جون 1924ء ص 22)

مسٹر محمد علی جناح کی خدمات ہی کا اثر تھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو نہ صرف ان کی ذات سے بلکہ مسلم لیگ سے بھی گہری ہمدردی پیدا ہو چکی تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ یہ واحد سیاسی ادارہ تھا جو مسلمانان ہند کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے لئے کوشاں تھا۔ اور صحیح سمت میں مسلمانوں کی راہنمائی کر رہا تھا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی چاہتے تھے کہ مسلم لیگ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط مستحکم اور فعال بنایا جائے حضرت صاحب کی مسلم لیگ میں دلچسپی کے پیش نظر میں مسلم لیگ کی استقبالیہ کمیٹی نے حضرت صاحب کو مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ 22 مئی 1924ء میں شرکت کی خاص طور پر دعوت دی تھی۔ حضرت صاحب چونکہ ویمبلے کانفرنس لندن میں شرکت کے لئے تشریف لے جارہے تھے اس لئے اجلاس میں شامل میں نہ ہو سکے۔ مگر آپ نے اس وقت کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اساس الاتحاد کے نام سے ایک کتابچہ تصنیف فرمایا جس میں مسلم لیگ کو مسلمانوں میں مقبول بنانے کے لئے یہ لائحہ عمل تجویز کیا کہ

"پس ضروری ہے کہ مسلم لیگ کے دروازے ہر ایک فرقہ کے لئے کھلے ہوں جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے خواہ اس کو دوسرے فرقوں کے لوگ مذہبی نقطہ نگاہ سے کافر ہی سمجھتے ہوں اور اس کے کفر پر تمام علماء کی مہریں ثبت ہوں

حضرت امام جماعت الثانی نے 11 ستمبر 1927ء کو انفسٹن ہال شملہ میں نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب کی صدارت میں ایک بصیرت افروز لیکچر دیا۔ جس میں جہاں آپ نے مختلف امور کی طرف مسلمانان ہند کو توجہ دلائی۔ وہاں آپ نے قائد اعظم محمد علی جناح کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کا احترام کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جناح صاحب اس وقت سے مسلمانوں کی خدمت کرتے آتے ہیں کہ محمد علی صاحب جوہر ابھی میدان میں نہ آئے تھے۔ میں ان (جناح) کی خدمات کے باعث ان کو قابل عزت اور قابل ادب سمجھتا ہوں۔ جب تک مسلمانوں میں یہ احساس نہ ہو کہ خدمت کرنے والوں کی خدمات کا اعتراف کریں اور ان کا ادب کریں اس وقت تک ان میں قومی وقار پیدا نہ ہوگا۔"

(لیکچر شملہ ص 19-20 فرمودہ 11 ستمبر 1927ء)

محمد علی جناح سے تفصیلی ملاقاتیں 1927ء

ہندو مسلم اتحاد کانفرنس ہندوستان میں ہندو مسلم مناقشات دور کرنے کے لئے وائسرائے ہند نے ہندو مسلم اتحاد کانفرنس بلائی۔ جس کا پہلا اجلاس 30۔ اگست 1927ء کو شملہ میں ہوا۔ اس اجلاس میں محمد علی جناح سر عبد القیوم حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سر عمر حیات ٹوانہ۔ سر ذوالفقار علی خان۔ مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی' مولوی ظفر علی خاں ہندوؤں میں سے پنڈت مدن موہن مالویہ۔ ڈاکٹر مونجے۔ لالہ راجپت رائے۔ مسٹر سری نواس آئینگر وغیرہ شامل ہوئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے گرما گرم بحثیں اور تقریریں ہوئیں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس اجلاس میں شریک ہو کر اتحاد کے صحیح طریق پر تقریر فرمائی اور مسلمانوں کے اقتصادی حقوق کی حفاظت پر زور دیا۔ اتحاد کے اصولوں پر مفصل غور کے لئے 7 ستمبر 1927ء کو دوسرا اجلاس مقرر ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے لیڈر مسلم اتحاد کے لئے بیس تجاویز پیش فرمائیں اسی دن شام کو ہندو مسلم اتحاد کانفرنس کا تیسرا اجلاس قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں ہوا۔ جس میں کانفرنس کا ایجنڈا تیار کرنے کے لئے مشترکہ سب کمیٹی کے قیام کی تجویز ہوئی۔ حضرت امام جماعت الثانی اس کمیٹی کے ممبر نامزد ہوئے۔ یہ کانفرنس کئی روز تک جاری رہی اسی دوران قائد اعظم سے حضرت فضل عمر کی کئی تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں اور مسلمانان ہند کے حقوق کے تحفظ کے معاملات زیر بحث آئے۔ اس کانفرنس کے دوران ایک مرحلے پر حضرت امام جماعت الثانی نے جداگانہ انتخاب کے حق میں ایک پر زور تقریر فرمائی۔ اس اجلاس کے آخر میں قائد اعظم نے فرمایا۔

"مجھے ان تقریروں سے قوم کی اکثریت کا جداگانہ انتخاب کے حق میں ہونا معلوم ہو گیا ہے۔ جب ہندوؤں کے ساتھ فیصلہ کرنے کا موقع آئے گا تو میں ان کی رائے کا خیال رکھوں گا"

(ہماری ہجرت اور قیام پاکستان ص 16 از سید ولی اللہ شاہ صاحب) اس ضمن میں قابل غور امر یہ ہے کہ جناب قائد اعظم اس وقت تک جداگانہ انتخاب کے حق میں نہیں تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے زبردست دلائل نے ان کی رائے کو بدل کر رکھ دیا اور آنے والے واقعات کے ثابت کیا کہ جداگانہ انتخاب نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں انتہائی اہم اور بنیادی کردار ادا کیا۔ حضرت امام الثانی اس سفر شملہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں۔

"اس سال میں نے شملہ کا سفر اختیار کیا.... مسز نیڈو جو مشہور عورت لیڈر ہے انہوں نے ذکر کیا میں ایک موقعہ پر مسٹر محمد علی جناح سے ملی تو انہوں نے کہا احمدی جماعت میں کام کرنے کی عجیب روح ہے۔ اسمبلی میں مسودہ پیش ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ مگر اس کے متعلق بہت سے اسمبلی کے ممبروں کو اتنی فکر نہیں جتنی ان لوگوں کو ہے ان کے آدمی نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن ہر وقت ہمارے پاس پہنچ جاتے ہیں اور اپنا مشورہ پیش کرتے ہیں بات یہ ہے کہ جب مجھے مسودہ (ناموس پیشوایان مذاہب کے تحفظ کے قانون کے متعلق ناقل) ملا تو میں نے راتوں رات آدمیوں کو اسمبلی کے بعض ممبروں کے پاس بھیجا کہ انہیں اس کے متعلق ضروری باتیں بتاؤ۔

اس اثناء میں شملہ میں اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی جس کا مجھے ممبر بنایا گیا تھا۔ اس طرح مجھے ہندو مسلمان لیڈروں کے ساتھ مل کر کام کرنا پڑا۔ جس کے کئی فائدے ہوئے۔"

(تقریر دلپذیر ص 15-16)

حضرت امام جماعت الثانی مزید فرماتے ہیں۔

مسٹر جناح اور مولانا محمد علی سے پچھلے دنوں شملہ میں مجھے شناسائی ہو چکی ہے اور یونیٹی کانفرنس (اتحاد کانفرنس) اور قانون حفاظت مذاہب کے متعلق گھنٹوں ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں مسٹر جناح کو ایک بہت زیرک قابل اور مخلص خادم قوم سمجھتا ہوں اور ان سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی میرے نزدیک وہ ان چند لوگوں میں سے ہیں جن میں اپنے ذاتی عروج کا اس قدر خیال نہیں جس قدر کہ قومی ترقی کا ہے۔"

(مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت ص 9)

حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ پنجاب جو قیام پاکستان سے قبل امرتسر میں مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے۔ آپ کو 1946ء کے انتخابات میں اور دیگر مواقع پر مسلم لیگ کی خدمت کا موقعہ ملا حضرت امام جماعت الثانی کے قائداعظم محمد علی جناح سے رابطے کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ

"1929ء میں جب تحفظ ناموس پیشوایان مذاہب کا قانون زیر غور تھا تو اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت الثانی نے مجھے اور مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق امیر ضلع ساہیوال کو قائداعظم محمد علی جناح صاحب سے ملاقات کے لئے شملہ بھجوایا تھا۔ جو ان دنوں جناح صاحب کہلاتے تھے چنانچہ حضرت امام جماعت الثانی کی ہدایت پر ہم دونوں جناح صاحب سے جو ان دنوں کیسل ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے ملنے کے لئے گئے۔ اس وقت بہت سے انگریز مرد اور عورتیں اور دوسرے لوگ ان کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی ملاقات کے لئے پیغام بھجوایا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ان کا ایک آدمی ہمیں ملاقات کے کمرے میں لے گیا ہم نے تحفظ پیشوایان مذاہب کے بل کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت الثانی کا پیغام جناح صاحب کو دیا اور بل کے بارے مین دیگر تفصیلات بیان کیں۔"

(خاکسار راقم کے پاس حضرت مرزا عبدالحق صاحب کی دستخط شدہ اور اصلاح شدہ تحریر محفوظ ہے)

حضرت امام جماعت الثانی نے مسلمانان ہند کو قائداعظم محمد علی جناح کا ادب و احترام کرنے کی نصیحت فرمائی مگر مسلمانان ہند میں سے کانگرس اور کانگرس نواز جمیعت العلماء ہند مومن کانفرنس احرار پارٹی نے قائداعظم کے خلاف محاذ بنا لیا۔ کیونکہ کانگرس کے ہندو راہنما اس امر کو اچھی طرح جانتے تھے کہ جناح جیسے مخلص اور بے لوث خدمت کرنے والے قائد کی راہنمائی اگر مسلمانوں کو حاصل ہو گئی تو مسلمانان ہند کانگرس کے سنہری دام میں کبھی نہیں پھنس سکیں گے اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گے اس غرض کے لئے کانگرس نے اپنی پروردہ جماعتوں اور ان کے بغل بچوں سے قائداعظم کی کردار کشی کی مہم شروع کی اور قائداعظم کی مخالفت کا سلسلہ اس قدر بڑھا کہ آخر کار قائداعظم نے ہندوستان کی سیاست کے ہاتھوں تنگ آ کر انگلستان میں مستقل رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ قائداعظم گول میز کانفرنس 32-1930 کے بعد لندن میں ٹھہر گئے۔ اس صورت حال میں مسلمانان ہند بے یارومددگار ہو گئے۔ بہت سے لوگ اپنے اپنے مفاد کے لئے ان کی راہنمائی کا دم بھرنے لگے اس صورت حال میں ہندوستان میں مسلم حقوق کے تحفظ کی تحریک کو بڑا نقصان ہوا۔ کانگرس اور کانگرس نواز حلقے ہندوستانی سیاست محمد علی جناح کی غیر حاضری پر بہت خوش تھے۔ کہ اب ہندوستان پر کانگرس کی حکومت کا وقت آگیا ہے۔

قائداعظم کی ہندوستان واپسی

اس نازک موقعہ پر حضرت امام جماعت الثانی کا دل تڑپ اٹھا۔ چنانچہ آپ نے احمدیہ مشن لندن کے امام مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو دوبارہ لندن بھجوایا۔ وہاں درد صاحب نے قائداعظم کو آپ کا پیغام پہنچایا کہ مسلمانان ہند کے حقوق کے تحفظ کے لئے آپ کا ہندوستان میں آکر سیاست میں حصہ لینا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ قوم آپ کو معاف نہیں کرے گی۔ درد صاحب نے قائداعظم کو دوبارہ سیاست میں حصہ لینے پر اصرار کیا اور ان سے اس سلسلے میں متعدد ملاقاتیں کیں اس وقت قائداعظم ہندوستان کی سیاست کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ درد صاحب اور دیگر لوگوں کی کوششوں سے قائداعظم ہندوستانی سیاست میں حصہ لینے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر اس کام کے لئے اب انہیں ایک پلیٹ فارم کی ضرورت تھی جہاں سے وہ دوبارہ ہندوستانی سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کر سکیں ان کی یہ ضرورت جماعت احمدیہ نے پوری کر دی چنانچہ قائداعظم نے سیاست میں اپنی دوبارہ آمد کی ابتداء کے طور پر بیت الفضل لندن میں 16-اپریل 1923ء عید الاضحیہ کے موقعہ پر "ہندوستان کا مستقبل" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور یوں قائداعظم ہندوستان کی سیاست میں دوبارہ داخل ہوئے اور اس کے بعد قائداعظم واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔

اس سلسلہ میں تحریک پاکستان کے مشہور کارکن اور نامور صحافی میاں محمد شفیع المعروف (م-ش) اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں۔

So Disguted was Mr.Jinnah with washing of the dirty linen Indianpolitics in public by the leaders of indian public opinion that he decided to retire from Indian politics and in token thereof took his abode in London almost permanently. it was Mr.Liaquat Ali Khan and Maulana Abdur Rahim Dard.an Imam of London Mosque,

who persuaded Mr. M.A Jinnah to Change his mind and return home to play his role in the national politics. consequent.

Mr. Jinnah returned to Indaia in 1934 and was elceted to the Central Assembly, unopposed

پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء ص 11 کالم نمبر 1

(ترجمہ) "مسٹر جناح ہندوستان کی گندی سیاست سے اس قدر بددل ہو گئے اور رائے عامہ کے ہندوستانی لیڈروں سے اتنے برگشتہ خاطر ہوئے کہ انہوں نے ہندوستانی سیاست سے ریٹائر ہونے کا فیصلہ کر لیا یہ مسٹر لیاقت علی خاں اور مولانا عبدالرحیم درد امام بیت الفضل لندن تھے۔ جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح پر زور دیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آکر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آگئے۔

پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء ص 11 کالم نمبر 1

یاد رہے کہ مولانا عبدالرحیم درد صاحب کے اصرار پر قائداعظم محمد علی جناح نے 16-اپریل 1933ء کو ہندوستان کے مستقبل کے عنوان سے تقریر کی تھی۔ اس سے قبل درد صاحب کئی ملاقاتیں کر چکے تھے۔ یہ خبر 19-اپریل 1933ء کے سنڈے ٹائمز لندن میں بھی شائع ہوئی۔ جبکہ جولائی 1933ء میں نوابزادہ لیاقت علی خاں نے قائداعظم کے مکان پر جا کر ملاقات کی تھی جس میں قائداعظم نے انہیں واپس جا کر ہندوستان کے سیاسی حالات کا جائزہ لے کر مطلع کرنے کے لئے لکھا تھا۔

قائداعظم نے ہندوستان آکر مسلم لیگ کو از سر نو زندہ کرنے کی کوشش کی اور اپنے حقیقی ہمدردوں سے رابطے بڑھائے جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا جبکہ پنجاب مسلم لیگ کا پالیمنٹری بورڈ جو علامہ اقبال کی زیر صدارت کام کر رہا تھا وہ اس امر کو بخوبی جانتا تھا کہ قائداعظم کو ہندوستان میں واپس لانے والے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں اس لئے کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ جماعت احمدیہ کی ہمدردیاں مسلم لیگ کو حاصل نہ ہو سکیں اس غرض کے لئے علامہ اقبال نے مجلس احرار کو مسلم لیگ کا حلیف بنانے کی سر توڑ کوششیں کیں حتیٰ کہ احمدیوں کو مسلم لیگ میں شامل نہ کرنے کی قرارداد تک تیار کر لیں۔ مگر چونکہ مسلم لیگ کی مرکزی قیادت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے رابطے تھے اس لئے یہ قرارداد کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکی۔

قرارداد پاکستان کے جلسہ میں شمولیت

جب مسلمانان ہند نے 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں اپنے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا تو اس اہم اور تاریخی اجلاس میں حضرت فضل عمر نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کے لئے ایک وفد جو حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب اور مولانا محمد یار عارف صاحب سابق نائب امام بیت الفضل پر مشتمل تھا بھجوایا۔

اس دوران بہت سے مواقع پر جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کی مدد کی اس وقت مسلم لیگ کی قیادت سے رابطے کا کام ضلع فیروزپور کے ممتاز سیاستدان پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ نے کیا۔ اس کے علاوہ مولانا عبدالرحیم درد صاحب حضرت امام جماعت الثانی کے ذاتی نمائندے کی حیثیت سے مسلم لیگ کی قیادت سے بار بار ملتے رہے مسلم لیگ کی آواز کو ہندوستان اور انگلستان کے پریس تک موثر انداز میں پہنچاتے رہے۔

یہ جماعت احمدیہ کی امداد اور حمایت کا نتیجہ تھا

قائداعظم نے 23 مئی 1944ء کو سری نگر کشمیر کے دورہ کے دوران ایک پریس کانفرنس میں ایک صحافی کے احمدیوں کی مسلم لیگ میں شمولیت کے بارے میں سوال کیا قائداعظم نے اس موقعہ پر اپنا اصولی موقف قائم رکھا اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

"مجھ سے ایک پریشان کن سوال پوچھا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے مسلم لیگ کا ممبر کون بن سکتا ہے۔ یہ سوال خاص طور پر قادیانیوں کے سلسلہ میں پوچھا گیا ہے۔ میرا جواب یہ ہے کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین کا تعلق ہے۔ اس میں درج ہے ہر مسلمان بلا تمیز عقیدہ و فرقہ مسلم لیگ کے عقیدہ و پالیسی اور پروگرام کو تسلیم کرے۔ رکنیت کے فارم پر دستخط کرے اور دو آنے چندہ ادا کرے وہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے۔

فرقہ وارانہ سوالات نہ اٹھائیں بلکہ ایک ہی پلیٹ فارم پر ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اس میں مسلمانوں کی بھلائی ہے۔

(اخبار اصلاح سری نگر کشمیر 13 جون 1944ء)

اس کے بعد 30 جولائی 1944ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا۔ سبجیکٹ کمیٹی میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے احمدیوں کو مسلم لیگ سے خارج کرنے کی تجویز پیش کی سبجیکٹ کمیٹی نے اس تجویز کو رد کر دیا۔

جب اجلاس شروع ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونی نے اجلاس میں کھڑے ہو کر احمدیوں کے خلاف قرارداد پیش کرنی چاہی۔ چونکہ ایجنڈے میں یہ تجویز شامل نہیں تھی۔ اس لئے قائداعظم نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔ اور یوں احمدیوں کا مسلم لیگ میں شامل ہونے کا فیصلہ ہو گیا۔

1946ء کے انتخابات

1946ء کے انتخابات قیام پاکستان کے سلسلہ میں ایک تاریخی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہمیت رکھتے ہیں ان انتخابات میں مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہونے کی مدعی تھی جبکہ کانگرس اور اس کی ہمنوا مسلم جماعتیں جمعیت العلماء مجلس احرار خاکسار تحریک مومن پارٹی بھی مسلمانوں کی نمائندگی کی مدعی تھیں۔ دراصل یہ انتخابات مسلم لیگ کی زندگی اور موت کا سوال تھے۔ قائداعظم اور مسلم لیگ کو جہاں انگریز کی مخالفت اور کانگرس کی سیاست کا مقابلہ کرنا تھا وہاں اپنوں کی مخالفت کا سامنا تھا۔ مسلم لیگ کی مخالفت جماعتیں مسلمانوں کی ہمدرد بن کر میدان میں کود پڑیں جن کو درپردہ کانگرس کی حمایت حاصل تھی کیونکہ کانگرس ہندوستان کے تمام عوام کی نمائندگی کی دعویدار تھی جبکہ مسلم لیگ کا موقف تھا کہ کانگرس ہندوؤں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے اس لئے مسلمانوں کے حقوق کو پیش کرنے اور مسلم حقوق کے سلسلہ میں انگریز اور ہندو سے بات چیت کا حق صرف مسلم لیگ کو حاصل ہے اگر انتخابات میں مسلم لیگ خدانخواستہ کامیاب نہ ہوئی تو وہ مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی تھی اور کانگرس اور اس کی ہمنوا جماعتوں کی بن آتی اور پاکستان کبھی معرض وجود میں نہ آتا۔ ان انتہائی اہم انتخابات میں صرف جماعت احمدیہ ایک ایسی مذہبی جماعت تھی جس نے بھرپور طور پر نہ صرف مسلم لیگ کی حمایت کی بلکہ تحریک پاکستان کے اس نازک موقعہ پر دامے درمے سخنے کانگرس کے مقابل پر مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ اور بعض احمدیت کے شدید ترین مسلم لیگی امیدواروں کو نہ صرف اپنے ووٹ دیئے بلکہ اپنے زیر اثر افراد سے بھی ووٹ ڈلوائے۔ تاکہ مسلم لیگ مسلمانان ہند کی نمائندہ ہونا ثابت کر سکے۔ اس سلسلے میں مسلم لیگ کے ساتھ نچلی سطح پر حلقہ وار، صوبائی سطح پر اور مرکزی لیگ کے ساتھ تفصیلی رابطے ہوئے۔ ان رابطوں کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

مسلم لیگ کی حمایت روزنامہ ڈان میں اشاعت

ایک احمدی نے الیکشن 1946ء کے بارے میں حضرت امام جماعت الثانی سے راہنمائی چاہی۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ

"مسلم لیگ کی ہر ممکن طریق سے بھرپور مدد کریں۔ مسلمانوں کو موجودہ سیاسی بحران میں ایک متحدہ محاذ کی شدید ضرورت ہے۔

ناظر امور عامہ نے اس جوابی خط کو جو حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے تھا۔ مسلم لیگ کے صدر قائداعظم محمد علی جناح کو بھجوا دیا۔ قائداعظم نے اس خط کی اہمیت کے پیش نظر اپنی طرف سے پریس میں اشاعت کے لئے دے دیا۔

چنانچہ مسلم لیگ کے ترجمان روزنامہ ڈان نے اپنی 8- اکتوبر 1945ء کی اشاعت میں جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"جماعت احمدیہ مسلم لیگ کی حمایت کرے گی۔ امام جماعت احمدیہ کی ہدایت "کوئٹہ 7- اکتوبر قائداعظم محمد علی جناح نے درج ذیل خط و کتابت پریس کو بھجوائی ہے۔ ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان کا خط جناح (قائداعظم) کے نام

جناب عالی! محمد سرور دانی ساکن ماگزار پردہ ضلع رائے پور کا حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک خط اور حضرت صاحب کی طرف سے اس کا جواب آں محترم کے ملاحظہ کے لئے ملفوف ہے۔

محمد سرور دانی کے متذکرہ بالا خط بنام حضرت امام جماعت الثانی کا متن

ہمیں ایک معاملہ میں آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے اس قصبہ میں ہم چند ایک احمدی رہتے ہیں موجودہ انتخابی مہم میں مسلم لیگ اور کانگرس دونوں نے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے کہ ہم چندوں کے ذریعہ اور دیگر ذرائع سے ان کی پارٹی اور ان کے امیدواروں کی امداد و حمایت کریں۔ از راہ نوازش ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہمیں کس پارٹی کی حمایت کرنی چاہئے۔"

امام جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب!

آپ کو موجودہ انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت کرنی چاہئے جس طرح بھی ممکن ہو مسلم لیگ سے تعاون کریں اور مسلم لیگ کی ہر ممکن مدد کریں۔ مسلمانوں کو موجودہ بحران میں ایک متحدہ محاذ کی شدید ضرورت ہے اگر ان کے اختلافات موجود رہے تو صدیوں تک ان کے برے اثرات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"

امام جماعت احمدیہ کا مسلم لیگ کی حمایت میں تفصیلی بیان

اس کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے مسلم لیگ کی حمایت میں ایک تفصیلی بیان جاری کیا۔ جو اس وقت کے کئی اخبارات اور تحریک پاکستان میں شائع ہونے والی کتب میں شائع شدہ ہے۔ اس بیان میں سے ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

حضرت امام جماعت الثانی نے فرمایا۔

"میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی تائید کرنی چاہئے تا انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلاخوف خطر کانگرس سے یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے اگر (-) مسلمان جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہو گی۔ اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقل آدمی اس حالت کی ذمہ داری اپنے پر لینے کو تیار ہو۔

(الفضل 22- اکتوبر 1925ء)

قائداعظم کی خدمت میں وفود

تحریک پاکستان کے اس نازک موڑ پر الیکشن 1946ء کے دوران حضرت امام جماعت الثانی نے قائداعظم اور مسلم لیگ کے مسلسل رابطہ رکھا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب اور ضلع فیروز پور کے ممتاز سیاستدانوں پیر اکبر علی ایڈووکیٹ بھی قائداعظم سے رابطہ کا کام کرتے رہے۔ اس علاوہ اور وفود بھی قائداعظم کی خدمت میں بھجوائے گئے ایک وفد کے سربراہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب تھے۔ اور دوسرے وفد کے امیر چوہدری محمد اسد اللہ خانصاحب (برادر اصغر حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب) تھے۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے اس سلسلہ میں قائداعظم سے کوئٹہ میں ملاقات کی آپ کے ساتھ امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کے علاوہ مکرم مولانا غلام احمد فرخ صاحب حافظ قدرت اللہ صاحب مرزا صادق صاحب اور عطاء الرحمان تھے۔ آپ اس ملاقات کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں۔

"قائداعظم کے پرائیویٹ سیکرٹری کے۔ ایچ خورشید صاحب سے عرض کیا کہ ہم جناب قائداعظم سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ملاقات کا خاص مقصد پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کی طبیعت کمزور ہے آپ کمرہ ملاقات میں تشریف رکھیں۔ میں قائداعظم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں قائداعظم کی رہائش کمرہ ملاقات کے بالاخانہ میں تھی۔ چند منٹ ہی نہ گزرے تھے کہ ایک نحیف طویل القامت اور معمر بزرگ سیڑھیوں سے اترے السلام علیکم کہنے اور مصافحہ کرنے کے بعد ہم سب کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے اس وقت کی ان کے چہرہ کی زردی اب تک آنکھوں میں ہے۔ تعارف اور خیروعافیت پوچھنے کے بعد تقریباً پندرہ منٹ تک آل انڈیا مسلم لیگ کی تگ و دو اور آئندہ کے ملک بھر کے الیکشن میں کانگرس سے مقابلہ پر جناب قائداعظم ارشادات فرماتے رہے۔ انتخابات کے ذکر پر قائداعظم مرحوم نے فرمایا کہ مجھے صرف پنجاب کی فکر ہے۔ آپ نے اس وقت کے گورنر پنجاب اور دو شخصیتوں کے نام لے کر کہا کہ ہمارے راستے میں یہ بڑے روڑے ہیں۔

خاکسار نے عرض کیا کہ جماعت احمدیہ گو ایک خالص مذہبی جماعت ہے مگر اس معرکہ میں پوری طرح مسلم لیگ کے ساتھ ہے اور حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے جماعت کو حکم دیا ہے کہ سب لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں اور اسے کامیاب کرائیں۔

اس مرحلہ پر قائداعظم مرحوم کا چہرہ تمتما اٹھا اور آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پہلو سے تسلی ہے اب پنجاب کے نوجوانوں کا فرض ہے کہ دشمنان مسلم لیگ کو پوری طرح شکست دیں"

(ماہنامہ الفرقان ربوہ اکتوبر 1976ء ص 2-3)

اس ملاقات کی تفصیل انہیں دنوں کے الفضل 5- اکتوبر 1945ء ص 6 پر شائع ہوئی تھی۔

دوسرے وفد کے سربراہ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے چھوٹے بھائی مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب بارایٹ لاء سابق ممبر پنجاب کونسل تھے وہ اس کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں۔

"مسلم لیگ جب انتخابات لڑ رہی تھی۔ تو یہ ثابت کرنے کے لئے کہ جملہ مسلمان مسلم لیگ کو ہی اپنی نمائندہ سیاسی جماعت سمجھتے ہیں حضرت امام جماعت الثانی نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ قائداعظم محمد علی جناح صاحب کی خدمت میں جو اس وقت مستونگ کے ڈاک بنگلہ میں بحالی صحت کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے۔ حاضر ہو کر حضرت صاحب کی طرف سے انہیں پیغام دوں کہ جماعت احمدیہ مسلم لیگ کے امیدواروں کی ہر جگہ پوری مدد کر رہی ہے اور بعض حلقہ جات ایسے ہیں جہاں اگر احمدی امیدوار کھڑے کئے جائیں تو ان کی کامیابی یقینی ہے اگر مسلم لیگ ان کو اپنے ٹکٹ پر کھڑا کرے تو وہ یقیناً مسلم لیگ اسمبلی پارٹی میں شامل ہوں گے اس لئے جناح صاحب اس بارہ میں مسلم لیگ کو ہدایت دیں۔ کہ وہ ایسے حلقوں میں جہاں احمدی امیدواروں کی کامیابی یقینی ہو وہاں ان کو ٹکٹ دے۔

خاکسار کوئٹہ گیا وہاں برادرم ڈاکٹر غفور الحق صاحب کے ساتھ مستونگ گیا اور وہاں جناح صاحب سے ملاقات کر کے حضرت صاحب کا پیغام ان کو پہنچا دیا۔ انہوں نے جو گفتگو کی اس کا لب لباب یہ تھا۔ کہ اس مرحلے پر احمدی اور غیر احمدی کا سوال چھوڑ دیا جائے تو مسلم لیگ کے لئے آسانی رہے گی۔

خاکسار نے یہ پیغام حضرت صاحب کی خدمت میں قادیان آکر عرض کر دیا اور حضرت صاحب نے فرمایا کہ خاکسار جناح صاحب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک تحریر کر دے کہ حضرت صاحب جناح صاحب کی منشاء کے مطابق اس سوال کو نہیں اٹھاتے اور یہ کہ حضرت صاحب یہ پسند نہیں فرماتے کہ

ایک دفعہ مورخ کو اندلس کے تعلق میں یہ لکھنا پڑا تھا۔ کہ مسلمانوں کی باہم شکر رنجی اور تشتت کے باعث ان کی حکومت اندلس میں برباد ہوئی اور اب دوسری دفعہ براعظم ہندوستان (موجودہ پاک و ہند) کے تعلق میں پھر لکھنا پڑے کہ اسی اختلاف و افتراق کے نتیجہ میں بھی مسلمانوں نے نقصان اٹھایا۔ چنانچہ خاکسار نے حضرت صاحب کا یہ ارشاد مستونگ کے پتہ پر جناح صاحب کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری ڈاک بھیج دیا۔

(الفضل 17 جولائی 1989ء)

قائداعظم کی طرف سے حضرت صاحب کو درخواست دعا سردار شوکت حیات کی گواہی

امام جماعت احمدیہ کے قائداعظم کے ساتھ رابطوں کے ذکر میں تحریک پاکستان کے ممتاز راہنما اور مسلم لیگ کے نمایاں کارکن سردار شوکت حیات نے جو خود بھی اس الیکشن میں امیدوار تھے اپنی خودنوشت سوانح حیات

the Nation that lost its soul

یعنی "وہ قوم جس نے اپنی روح کھو دی" میں 1946ء کے انتخابات کے ضمن میں اپنی دن رات کی کوششوں کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ میں اپنے پروگرام سے قائداعظم کو مطلع رکھتا تھا اور یہ کہ میں نے کئی علاقوں کے دورے کئے ایک ایک دن میں چھ چھ سات سات تقریریں کر کے مسلم لیگ کے حق میں راہ ہموار کرتا تھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ترجمہ از انگریزی) ایک دن مجھے قائد اعظم کا ایک پیغام ملا۔ انہوں نے فرمایا شوکت مجھے علم ہوا ہے کہ تم بٹالہ جا رہے ہو۔ جو کہ میرے خیال میں قادیان سے قریباً پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ براہ کرم وہاں جاؤ اور حضرت صاحب سے ملو اور انہیں میری طرف سے درخواست کرو کہ وہ پاکستان کے قیام کی حمایت کریں اور اپنی دعاؤں سے نوازیں۔

چنانچہ میں اپنی ملاقاتوں سے فارغ ہو کر نصف رات کے وقت بارہ بجے قادیان پہنچا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت صاحب آرام فرما رہے تھے میں نے انہیں پیغام بھجوایا کہ میں ان کے لئے قائد اعظم کی طرف سے ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ وہ فوری طور پر نیچے تشریف لے آئے اور دریافت کیا کہ قائد اعظم کے کیا احکامات ہیں۔ میں نے انہیں قائد اعظم کا پیغام پہنچایا کہ وہ پاکستان کے قیام کے لئے دعا کریں اور اپنی حمایت بھی عطا کریں۔

انہوں نے جواب دیا کہ براہ کرم قائد اعظم کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اس مشن کے لئے بہت شروع ہی سے دعائیں کر رہے ہیں اور جہاں تک ان کے پیروکاروں کی مدد کا سوال ہے تو کوئی احمدی کسی مسلم لیگی کے مقابل کھڑا نہیں ہو گا۔ اور اگر کسی نے میرے مشورے کو نہ مانا تو جماعت اس کو سپورٹ نہیں کرے گی"

(دی نیشن دیٹ لاسٹ اٹس سول ص 147)

جماعت احمدیہ کے علاوہ تمام مذہبی جماعتیں جمعیت العلماء ہند مجلس احرار، خاکسار تحریک مومن کانفرنس وغیرہ جماعتوں نے مسلم لیگ کی مخالفت کی اور مسلم لیگ کے امیدواروں کے خلاف امیدوار کھڑے کئے۔ یہی ہندو چاہتا تھا کہ مسلمان ووٹ آپس میں بٹ جائیں اور کانگرس کے امیدوار جیت جائیں اور یوں مسلم لیگ مسلمانان ہند کی نمائندہ ہونے کا دعویٰ نہ کر سکے۔

احمدی احباب مردوں عورتوں نے مسلم لیگ کے حق میں نہ صرف خود ووٹ دیئے بلکہ مسلم لیگ کے لئے ووٹ حاصل کرنے کے لئے بہت جدوجہد کی حتیٰ کہ جماعت احمدیہ کے مخالف مسلم لیگ کی حمایت پر چہ میگوئیاں کرنے لگے اور بعض جگہ احمدیوں کی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

تقسیم ہندوستان کے موقعہ جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان کو ہندوستان میں شامل کر کے کانگرس اور انگریز نے جماعت کو سزا دی اور یوں مسلم لیگ کی امداد اور حمایت کرنے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو اپنے مرکز سے محروم ہونا پڑا۔

مسلم لیگ کو عبوری حکومت میں شامل کرنے کی کامیاب کوشش

جماعت احمدیہ کی تائید و حمایت سے مسلم لیگ نے انتخابات تو جیت لئے لیکن ابھی عبوری حکومت کی تشکیل کا مرحلہ باقی تھا۔ اس اہم مرحلے پر حضرت امام جماعت الثانی 21 ستمبر 1946ء کو دہلی تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ جماعت احمدیہ کے آٹھ سرکردہ افراد بھی تھے۔ حضرت صاحب نے دہلی پہنچتے ہی 24 ستمبر 1946ء کو قائد اعظم سے ملاقات کی اور حالات حاضرہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ یہ ملاقات نہایت مخلصانہ اور دوستانہ ماحول میں اور پر تپاک طریق پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی جس کی خبر اورینٹ پریس کی طرف سے اخبارات میں شائع ہوئی۔ آپ نے قائد اعظم کے علاوہ مسٹر گاندھی مولانا ابوالکلام آزاد نواب صاحب بھوپال خواجہ ناظم الدین سردار عبدالرب نشتر۔ سرفیروز خان نون۔ نواب سر احمد سعید خاں چھتاری، اور پنڈت جواہر لال نہرو سے بھی ملاقاتیں کیں بعض سے دوبارہ بھی ملاقات کی ضرورت پیش آئی خاص طور پر قائد اعظم سے کئی ملاقاتیں ہوئیں اس کے علاوہ وفد کے ممبران بھی مختلف لیڈروں سے ملاقات کرتے رہے۔ عبوری حکومت کی تشکیل کے مراحل کے دوران حضرت امام جماعت الثانی کا قائد اعظم سے ملاقات اور خطوط سے مسلسل رابطہ رہا۔

قائد اعظم کے نام خطوط

عبوری حکومت کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت الثانی نے قائد اعظم کے نام جو خطوط لکھے ان میں سے دو خطوط کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"8 پارک روڈ نئی دہلی ڈیئر مسٹر جناح (۔)

6۔ اکتوبر 1946ء

مجھے یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آخر کار گفت و شنید تصفیہ کے آخری مراحل میں ہے۔ اس دوران میں اس رائے پر پختگی سے قائم رہا ہوں کہ ہمیں ہرگز اپنے نصب العین کو بھولنا نہیں چاہئے نہ اس کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد میں کمزوری دکھانی چاہئے لیکن ہمہ وقت سمجھوتے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ (کیونکہ ایسے موقعوں پر سمجھوتہ کرنے کی اجازت ہے) بشرطیکہ ایسا سمجھوتہ باعزت ہو۔ اور ہمارے آگے بڑھنے کے لئے آئینی جدوجہد کا رستہ کھلا رہے۔ تاکہ ہم مستقبل میں اپنے مطمح نظر کے حاصل کرنے میں فائز المرام ہو سکیں۔ یہی وہ امر ہے جسے عرف عام میں "زیر احتجاج" قبول کرنا کہتے ہیں چونکہ عبوری حکومت کو نیک و بد کرنے کے وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر مجھے بے حد تشویش ہوئی کہ کوئی ایسا راستہ نکالا جائے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان حکومت میں شامل کئے جائیں تاہم مجھے مسرت ہوئی کہ آپ نے موقعہ کی نزاکت کو بڑی عقلمندی اور فراست سے سنبھال لیا اور بااثر دوستوں کے تعاون یہ ممکن ہو سکا۔ اگر کوئی مزید رکاوٹ اچانک پیدا نہ ہو گئی اور تصفیہ بالخیر طے پا گیا (جس کی ہمیں امید ہے اور میں دعا گو بھی ہوں) تو مجھے آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانی ہے کہ مسلم لیگ کی تنظیم و توسیع کی اشد ضرورت ہے اس کے لئے مندرجہ پانچ امور پر اساس قائم کی جائے۔

1 مرکزی تنظیم و تربیت میں استحکام پیدا کیا جائے صوبوں اور اضلاع کی تنظیم میں مضبوطی اور زیادہ سے زیادہ نیابت دی جائے۔

2 مستقل فنڈ جمع کرنے کی سکیم بنائی جائے اور دیرپا آمد کے لئے یقینی صورت پیدا کی جائے۔

3 مرکز اور صوبائی سطح پر مسلم پریس کو مضبوط کیا جائے۔

4 لیگ کی مرکزی تنظیم کا ایسا انتظام قائم کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کو تجارت اور صنعت کے میدان میں ترقی کے مواقع بہم پہنچائے۔

5 غیر ممالک سے تعلقات وسیع طور پر استوار کئے جائیں۔

بلاشبہ کام کرنے کا نہایت وسیع میدان موجود ہے تاہم اگر اب سیدھی سادھی ابتداء کی داغ بیل ڈال دی جائے تو مستقبل میں ترقی و خوشحالی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے گی (۔) اس تنظیم کی وسعت پذیری ایک اور رنگ میں بھی خوش آئند ہو سکتی ہے وہ یہ کہ موجودہ دور میں ایک کافی تعداد قابل اور صاحب دانش و فہم مسلمانوں کی ایسی ہے جو اسلام اور مسلمانان ہند کی خدمت کے لئے بطیب خاطر اور ذوق شوق سے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ اس توسیع شدہ تنظیم کو چاہئے کہ ایسے آمادہ بہ کار لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنے کے لئے دروازے وا کر دے۔ ورنہ رفتہ رفتہ یہ لوگ برگشتہ ہو جائیں گے۔ بلکہ ان میں سے بعض غیر مطمئن ہو کر شرپسندی اور فساد کا موجب بن سکتے ہیں میں شاید اس سے قبل آپ کو مطلع نہیں کر سکا۔ کہ اسی روز جس دن میں نے آپ سے ملاقات کی تھی میں نے ہز ایکسی لینسی وائسرائے کو ایک خط بھجوا دیا تھا۔ جس میں انہیں لکھا تھا کہ مسلم لیگ کے تمام مطالبات کے ساتھ مجھے اور میری جماعت کو پورا پورا تعاون اور حمایت حاصل ہے

آپ کا مخلص

دستخط مرزا بشیر الدین محمود احمد

قائد اعظم کے نام دوسرا خط

"قادیان 27۔ اکتوبر 1946ء

ڈیئر مسٹر ایم اے جناح (۔)

قلمدان وزارت کی نئی تشکیل کا اعلان ہو چکا ہے اگرچہ ان کی تقسیم منصفانہ اور معقول نہیں ہے۔ تاہم میں آپ کی کامیاب مساعی پر آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بعض اہم وزارتیں مثلاً دفاع امور خارجہ امور داخلہ وغیرہ اب بھی کانگرس کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان میں سے خصوصاً ایک یعنی دفاع یا رسد کا محکمہ مسلم لیگ کو تفویض کرنا چاہئے تھا۔ تاہم مسلم لیگ کے نمائندے آپ کی ہدایت کے تابع رہیں گے۔ اور اس وقت تک تن دہی اور محنت سے کام کرتے رہیں گے۔ جب تک مسلمانوں کے حقوق کا کلی طور پر تحفظ نہیں ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عظیم مساعی میں برکت ڈالے اور صحیح رستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کا مخلص دستخط مرزا بشیر الدین محمود احمد

(از تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۱ ص 462، 463)

عبوری حکومت کے قیام کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت الثانی 21 ستمبر تا 15۔ اکتوبر 1946ء تک دہلی میں قیام فرما رہے اور جب واضح سمجھوتہ کی شکل سامنے آگئی تب آپ واپس قادیان تشریف لائے۔

قیام پاکستان کے ہر مرحلہ پر جماعت احمدیہ نے مکمل طور پر قائد اعظم اور مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ جب پنجاب کی خضر وزارت قیام پاکستان کی راہ میں رکاوٹ بن رہی تھی تب حضرت امام جماعت نے وزیر اعظم پنجاب ملک خضر حیات ٹوانہ پر مستعفی ہونے کے لئے چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے ذریعے کامیاب دباؤ ڈالا۔ اور جب خضر حیات وزیر اعظم پنجاب نے استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا تو محترم مولانا عبدالرحیم درد صاحب ناظر امور عامہ نے قائد اعظم کو استعفیٰ کی اطلاع اور مبارک باد دی۔ تو قائد اعظم نے جماعت احمدیہ کی اس کوشش کا بہت شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ

آپ نے نہایت آڑے وقت میں ہماری مدد کی ہے اور کہا

I can never forget it

میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔

(تاریخ احمدیت جلد دہم ص 338)

حضرت فضل عمر کے قائد اعظم سے روابط (جو ملاقاتوں خطوط اور پیغامات پر مشتمل تھے) قیام پاکستان کے بعد اور قائد اعظم کی زندگی تک جاری رہے۔ 11 ستمبر 1948ء کو قائد اعظم انتقال فرما گئے۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات پر حضرت امام جماعت الثانی نے درج ذیل تعزیتی بیان جاری فرمایا:۔

"میں پاکستان کے تمام احمدیوں کی طرف سے قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ نقصان اکیلے پاکستان کا ہی نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کا مشترکہ نقصان ہے۔ کیونکہ اس انتہائی نازک دور میں قدرتی طور پر تمام عالم اسلام کی نگاہیں امداد کے لئے پاکستان اور قائد اعظم کی عظیم شخصیت کی طرف ہی اٹھتی تھیں۔ خدا تعالیٰ قائد اعظم کے کام میں برکت ڈالے اور پاکستان اور تمام باشندگان پاکستان پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ بڑے لوگ اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہر سچا پاکستانی اپنی راہنمائی کے لئے آپ کے اصولوں کو پیش نظر رکھے گا۔ اور ذاتی خواہشات اور ذاتی مفاد سے بالا ہو کر اپنی زندگی کو از سرنو (۔) مسلمانوں کی خدمت کے لئے وقف کر دے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے احمدی پاکستان کو مضبوط اور طاقتور بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور اپنی طرف سے اس کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

(الفضل 12 ستمبر 1947ء)

حضرت امام جماعت الثانی اپنی تقاریر اور خطبات میں جب بھی قائد اعظم کا ذکر کرتے نہایت اچھے الفاظ میں قائد اعظم کو خراج تحسین پیش کرتے اور قائد اعظم سے جو ایک بار تعلق پیدا ہوا تو ساری عمر اس تعلق کو نبھایا۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں
زرعی و سکنی مکانات و پلاٹس وغیرہ کی
خرید و فروخت کیلئے رجوع کریں
برادرز اسٹیٹ ایجنسی
8۔ بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد محمود طاہر۔ایم اے (ابلاغیات)

14- اگست 1931 - یوم کشمیر

ریاست کشمیر جسے جنت نظیر بھی کہا جاتا ہے تقسیم برصغیر پاک و ہند کے بعد سے متنازعہ علاقہ کے طور پر دنیا کے خطے پر موجود ہے۔ ریاست کا رقبہ 84471 مربع میل ہے یہاں سے مغربی پاکستان کے تین دریا سندھ، جہلم اور چناب نکلتے ہیں۔ 1941ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کشمیر میں 77 فیصد مسلمان تھے۔ جبکہ وادی کشمیر میں مسلمانوں کی تعداد 93% تھی۔ ریاست میں وادی کشمیر کے علاوہ جموں' لداخ اور گلگت کے علاقے بھی شامل تھے۔

ریاست جموں و کشمیر 1846ء میں معاہدہ امرتسر کی رو سے وجود میں آئی۔ انگریزوں نے کل کشمیریوں کی قیمت 75 لاکھ روپے لگا کر ایک ہندو ڈوگرہ راجپوت سردار گلاب سنگھ کے ہاتھوں فروخت کر دی۔ گلاب سنگھ کی وفات کے بعد مہاراجہ پرتاپ سنگھ اس کا جانشین ہوا۔ تقسیم ہند کے وقت سردار ہری سنگھ ریاست کا حکمران تھا جس نے کشمیریوں کی رائے کے خلاف محض اپنی ذاتی رائے استعمال کرتے ہوئے ریاست کا الحاق ہندوستان سے کر دیا۔ جس کے بعد سے آج تک یہاں کے لوگ اپنے استصواب رائے اور حق خود ارادیت کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔

ڈوگرہ راج کشمیری مسلمانوں کے لئے مظالم کی داستان بلکہ داستانیں لئے ہوئے ہے۔ وہ اکثریت ہوتے ہوئے بھی غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔ بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیئے گئے بلکہ امتیازی سلوک کا شکار ہو گئے۔ آئے دن ظلم کی نئی داستانیں رقم ہونے لگیں۔ مسلمان ہونے پر جائیداد کی ضبطی' پولیس کے عبادت کے موقعہ پر تشدد کے واقعات' بعض مذہبی پابندیاں سرکار کی طرف سے لگنے لگیں۔

13۔ جولائی 1931ء کو عبدالقدیر نامی (جسے ایک جلسہ میں تقریر کرنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا) کا مقدمہ سری نگر میں پیش ہونا تھا۔ اس کی کارروائی سننے کے لئے ہزاروں مسلمان جمع ہو گئے۔ ریاستی پولیس نے گولی چلا دی جس سے 21 مسلمان شہید ہو گئے اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ پر مسلمانان ہند بھڑک اٹھے اور صدائے احتجاج بلند کی۔ اب جدوجہد آزادی کشمیر کی طرف پہلی عملی کوشش ہوتی ہے۔

13 جولائی 1931ء کے واقعہ کے دن ہی امام جماعت احمدیہ الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے قادیان سے وائسرائے ہند کو تار دیا کہ۔

"مہاراجہ کے تازہ اعلان کے بعد جس میں انہوں نے اپنی مسلم رعایا کو کئی طرح کی دھمکیاں دی ہیں اس واقعہ کا ظہور پذیر ہونا صاف بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ عمداً کیا گیا ہے۔"

اس تار کے بعد آپ نے ایک گشتی چٹھی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے مسلمان لیڈروں کو لکھی کہ ہم 25۔ جولائی کو شملہ میں جمع ہو کر کشمیر کا معاملہ زیر غور لائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے لندن مشن کو ہدایت دی کہ وہ کشمیر پر صدائے احتجاج بلند کرے' روزنامہ الفضل کو کشمیر کے حق میں پر زور صدا بلند کرنے کا حکم دیا اور 18 جولائی کو قادیان میں احتجاجی جلسہ منعقد کروایا۔

حضرت صاحب کے پے در پے مضامین اور توجہ نے ملک ہندوستان کے طول و عرض میں کشمیریوں کے لئے ایک جنبش پیدا کر دی اور قیادت کے لئے نگاہیں آپ کی طرف اٹھنے لگیں۔ کشمیریوں کی امداد اور ان کے حقوق کی بحالی کے لئے 25 جولائی 1931ء کا دن مقرر ہوا۔ چنانچہ اس روز نواب سر ذوالفقار علی خان آف ملیر کوٹلہ کی کوٹھی پر شملہ میں ایک اہم اجلاس ہوا جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے علاوہ ڈاکٹر سر محمد اقبال' سر میاں فضل حسین' سر ذوالفقار علی خان' نواب صاحب گنج پورہ' خان بہادر رحیم بخش ریٹائرڈ سیشن جج' سید محسن شاہ ایڈووکیٹ سیکرٹری آل انڈیا کشمیری کانفرنس لاہور' مولوی محمد اسماعیل غزنوی امرتسر' مولوی نورالحق مالک مسلم آؤٹ لک لاہور' سید حبیب ایڈیٹر روزنامہ سیاست لاہور' مولوی میرک شاہ نمائندہ کشمیر' اللہ رکھا ساغر نمائندہ جموں اور سر عبدالقیوم کے بھائی صاحبزادہ عبداللطیف آف ٹوپی نے نمائندہ سرحد کی حیثیت سے شرکت کی۔ پریس کے لئے روئیداد لکھنے کا فریضہ چوہدری ظہور احمد (سابق ناظر دیوان) نے انجام دیا۔

اس اجلاس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ اسی اجلاس میں یہ کمیٹی قائم کر دی گئی۔ اور اس کمیٹی کے صدر امام جماعت احمدیہ الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب منتخب ہوئے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب درد سیکرٹری منتخب ہوئے۔

بیگم بلقیس تاثیر والدہ سلمان تاثیر اپنی کتاب "دی کشمیر آف شیخ محمد عبداللہ" کے صفحہ 11 پر لکھتی ہیں کہ "علامہ اقبال نے تحریک احمدیہ کے سپریم ہیڈ مرزا بشیرالدین محمود احمد کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ کشمیر کمیٹی کے سربراہ بنیں۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اقبال جانتے تھے کہ ان کی جماعت ایک فعال جماعت ہے اور مرزا صاحب فنڈز جمع کر سکتے اور بہت سے رضاکار مہیا کر سکتے ہیں جو کشمیری مسلمانوں کے نصب العین کے لئے کام کریں گے۔"

25۔ جولائی 1931ء کے اجلاس میں بعض اہم فیصلے کئے گئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ 14۔ اگست 1931ء کو کشمیریوں کے حق میں صدا بلند کرنے اور مصیبت زدگان کے لئے چندہ کی فراہمی کی اپیل کرنے کے واسطے "کشمیر ڈے" منایا جائے۔

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی امام جماعت احمدیہ کی طرف سے 14۔ اگست 1931ء کو کشمیر ڈے منانے کا اعلان ہو چکا تھا۔ حکومت ہند اور حکومت کشمیر بڑے غور سے اس اعلان کے رد عمل کا انتظار کر رہی تھی۔ اس دن کو کامیاب بنانے کے لئے اخبارات میں متواتر نوٹ بھجوائے جا رہے تھے۔ پروگرام یہ طے پایا کہ ہر شہر سے جلوس نکالا جائے اور اس میں ہر فرقہ کے لوگوں کو شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔ اس میں یہ مطالبات پیش کئے جائیں۔

مذہبی آزادی دی جائے۔

انجمنیں بنانے کی اجازت دی جائے۔

اخبار نکالنے کی اجازت ہو۔

زمین کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

ملازمتوں میں ستر فیصد حصہ دیا جائے اور مجلس قانون ساز بنائے جانے کے متعلق بھی ریزولیشن منظور کر کے مطالبہ کیا جائے۔

جلسوں کی رپورٹس سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بھجوائی جائیں اس کے علاوہ ریزولیشن کی نقول اپنے صوبہ کے گورنرز' وائسرائے ہند اور پریس کو بھجوائی جائیں۔

چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق 14۔ اگست 1931ء کو پورے ہندوستان میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ یوم کشمیر منایا گیا اور توقعات سے بڑھ کر کامیابی ملی اور کشمیری قوم کے حقوق کے لئے پورے ہندوستان میں صدائے احتجاج بلند ہوئی اور تاریخ میں پہلی بار کشمیری مسلمانوں کے لئے صدائے احتجاج اتنے وسیع پیمانے پر ہندوستان بھر میں اٹھائی گئی اور لوگوں کو ڈوگرہ راج کے مظالم کے خلاف احتجاج کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے 6۔ اگست 1931ء کو اپنے قلم سے ایک مفصل مضمون لکھا جس میں آپ نے پر زور انداز میں لوگوں کو تحریک فرمائی کہ کشمیر ڈے کو پورے اہتمام کے ساتھ منایا جائے چنانچہ آپ نے لکھا۔

"مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے بتیس لاکھ بھائی بے زبان جانوروں کی طرح قسم قسم کے ظلموں کا تختہ مشق بنائے جا رہے ہیں جن زمینوں پر وہ ہزاروں سال سے قابض تھے ان کو ریاست کشمیر اپنی ملکیت قرار دے کر ناقابل برداشت مالیہ وصول کر رہی ہے۔ درخت کاٹنے' مکان بنانے' بغیر اجازت زمین فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص کشمیر میں مسلمان ہو جائے تو اس کی جائیداد ضبط کی جاتی ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اہل و عیال بھی اس سے زبردستی چھین کر الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں' انجمن بنانے کی اجازت نہیں۔ اخبار نکالنے کی اجازت نہیں۔ غرض اپنی اصلاح اور ظلموں پر شکایت کرنے کے سامان بھی ان سے چھین لئے گئے ہیں وہاں کے مسلمانوں کی حالت اس شعر کی مصداق ہے۔ ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

(الفضل 6۔ اگست 1931ء ص 3)

چنانچہ کشمیر کمیٹی کے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق ہندوستان کے ہر بڑے شہر اور بستی میں یوم کشمیر بڑے جوش و خروش سے منایا گیا اس کی چند جھلکیاں پیش ہیں:۔

قادیان میں مظلومین کشمیر کی حمایت میں مظاہرہ کیا گیا۔ اس روز اس شان کا جلوس نکلا کہ قادیان میں کبھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ جلوس کے علاوہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے سابق مربی انگلستان کی صدارت میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اور ڈوگرہ حکومت کے خلاف ریزولیشن پاس ہوئے اور مظلومین کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کیا گیا۔ قادیان کی خواتین کا الگ جلسہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ (حضرت ام طاہر) حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی صدارت میں ہوا جس میں مجوزہ ریزولیشن کے علاوہ یہ قرارداد بھی پاس کی گئی کہ اس جلسہ کی کارروائی سے بذریعہ تار لیڈی لارڈ ولنگڈن کو مطلع کیا جائے۔

(الفضل 20۔ اگست 1931ء)

لاہور کا جلسہ کمیٹی کے ممبر ڈاکٹر سر محمد اقبال کی صدارت میں ہوا جلوس اور جلسہ میں ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔

کلکتہ میں سر سہروردی کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ یہ بھی کمیٹی کے رکن تھے۔ جلوس نکالا گیا اور جلوس میں پچاس ہزار مسلمان شامل ہوئے۔

بمبئی میں مولانا شوکت علی کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ جلوس کے انتظام کے لئے ایک ہزار باوردی والنٹیئرز موجود تھے۔ اتنا بڑا ہجوم تھا کہ اس سے قبل نہ دیکھا گیا تھا۔

سیالکوٹ میں آغا حیدر پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی و صدر لوکل کشمیر کمیٹی کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ جلوس میں ساٹھ ہزار سے زائد لوگ شامل ہوئے۔

پٹنہ میں مولانا شفیع داؤدی کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ صوبہ بہار میں ہر جگہ جلسے ہوئے۔ دیوبند میں مہتمم دارالعلوم مولانا قاری محمد طیب کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ کراچی کے جلسہ کی صدارت سیٹھ عبداللہ ہارون نے کی۔ اسی طرح رنگون مالابار' پشاور' صوبہ سرحد' شملہ اور دہلی میں کامیاب جلسے ہوئے۔

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے باشندگان کشمیر کو بھی یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ بھی اس دن "کشمیر ڈے" منائیں ہر شخص اپنے بازو پر ماتمی سیاہ بیج باندھے۔ ریاستی حکومت نے ہر قسم کی رکاوٹیں پیدا کیں اور کئی غلط افواہیں پھیلائیں اس کے باوجود اہالیان کشمیر نے ہر جگہ اس ہدایت کی تعمیل کی۔ سری نگر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ ایک ریزولیشن میں متعصب وزیر اعظم ہری کشن کول کی علیحدگی کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ اس دن ہر شخص بازو پر سیاہ پٹی باندھے نظر آتا تھا۔ جموں میں بھی اسی طریق پر پولیس کے تشدد کے باوجود کشمیر ڈے منایا گیا۔

(کشمیر کی کہانی' از ظہور احمد ص 73'74)

الغرض آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی تحریک پر 14۔ اگست 1931ء کو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر طبقہ' ہر فرقہ اور ہر مکتبہ فکر کے مسلمانوں نے کشمیر ڈے نہایت

باقی صفحہ 11 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدہ نسیم سعید

تحریک پاکستان کی نامور مجاہدہ برصغیر کی

پہلی دین حق کی پیروکار صحافیہ بیگم شفیع

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے احمدی خواتین کے شعور اور صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے جذبے کو بیدار کرنے کے لئے لجنہ اماء اللہ کا قیام فرمایا۔
آپ فرمایا کرتے تھے کہ اچھی ماں اچھی نسل کی ذمہ دار ہے' اسی طرح آپ چاہتے تھے کہ عورتیں علم و ادب میں ترقی کریں مضمون نویسی کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا "عورتوں کے لئے مضامین لکھنا رسم و رواج کی وجہ سے اور ان میں جرات نہ ہونے کے باعث بہت مشکل کام ہے... اور جو کوئی رسم و رواج کو دبا کر کوئی کام کرتا ہے اسے میں مردوں کی نسبت زیادہ دلیر اور باہمت سمجھتا ہوں.... اس وقت ہماری عورتوں کے مضامین نہ لکھنے میں جس چیز کی کمی ہے وہ علم نہیں بلکہ جرات ہے.... کئی عورتیں ہیں جو ہزاروں مردوں سے زیادہ علم رکھتی ہیں۔ (کلام الہٰی) حدیث پڑھی ہوئی ہیں اور سمجھ کر پڑھی ہوئی ہیں ان کی دینی قابلیت بھی مکمل ہے مگر باوجود اس کے وہ کوئی مضمون نہیں لکھتیں...... وہ اس کام کے کرنے کے جرات نہیں کرتیں.... اس لئے وہ عورتیں جن میں مضمون نویسی کا ملکہ ہو' ان کی ہمت بڑھانی چاہئے اور ان کو مدد دینی چاہئے۔"
(الفضل 23۔جولائی 1926)

حضرت امام جماعت الثانی کی اس خواہش کی تکمیل کرتی ہوئی آج ہم ایک نیک مخلص خاتون کا آپ سے تعارف کروا رہے ہیں جو برصغیر کی پہلی (دین حق کی پیروکار) صحافیہ تھیں جنہوں نے نہ صرف مضامین لکھے بلکہ ان کے زبردست ایڈیٹوریل پر انگریز حکمران اور ہندو پریشان ہو جاتے تھے۔ اور آپ کی ذات میں ہمیں حضرت امام جماعت الثانی کی ایک اور خواہش پوری ہوتی نظر آتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ "یورپ میں میں نے دیکھا کہ عورتیں مردوں کی طرح میدان عمل میں نکلتی ہیں وہ ویسی ہی تقریریں کرتی ہیں جیسی مرد تقریر کرتے ہیں وہ اسی طرح مختلف قسم کی سوسائٹیوں میں شریک ہوتی ہیں جیسے مردان کے ممبر ہوتے ہیں اور وہ تمام معاملات میں مردوں کی طرح اس سوسائٹی میں دخل دیتی ہیں۔ ملکی معاملات اور حکومت کے کاموں میں بھی اسی طرح داخل ہیں جس طرح مرد۔ پارلیمنٹ کی ممبر بنتی ہیں۔ مردوں کی طرح معقولیت سے پارلیمنٹ کے کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔.... دماغی حیثیت سے ہمارے دماغ اچھے ہیں۔ ایسا ہی عورتوں کے دماغوں کی حالت ہے۔ پس اس افسوس کے بعد کہ ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیت کے انتظام میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اپنی جماعت کی عورتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی کمزوریوں کے خیال کو چھوڑ کر دینی اور دنیاوی تعلیم میں کوشش کریں۔"
(الازہار لذوات الخمار ص 167' 169)

بیگم شفیع نے پردے میں رہ کر مردانہ وار ملی اور ملکی جرات اور بہادری کے کارنامے سر انجام دیئے۔ تحریک پاکستان حصول پاکستان تعمیر پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ تعمیر وطن کے بعد مہاجرین کی بحالی' مغویہ خواتین کی بازیابی حقوق نسواں کے حصول کی مساعی اور دوسرے فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

میری والدہ بیگم شفیع جن کا نام قریشہ سلطانہ تھا۔ خاں بہادر غلام نبی رئیس اعظم میرٹھ کی پوتی تھیں۔ برطانوی حکومت میں خاں بہادر صاحب ان گنے چنے مسلمانوں میں سے تھے۔ جو حکومت وقت کے وفادار محنتی اور منتظم افسر تھے۔ اپنی خداداد قابلیت کی وجہ سے تحصیل دار کے عہدے سے ترقی کرتے ہوئے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے اس وقت' کوئی ہندوستانی اس سے اونچے عہدے پر مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ آپ سرسید احمد خاں کے دوست تھے۔ ریٹائرڈ ہوئے تو حکومت نے ریاست بہاولپور کا وزیر خزانہ اور پھر وزیر اعظم بنا دیا۔ دینی تعلیم کے لحاظ سے اس خاندان نے جید علماء اور فضلاء پیدا کئے۔ جنہوں نے مغلیہ بادشاہوں اور پھر انگریز حکمرانوں سے خطابات اور اعزازات حاصل کئے۔

بیگم شفیع 1898ء میں میرٹھ میں سجاد نبی قریشی ایک صوفی منش انسان جو تحصیل دار ہونے کے باوجود کثرت سے نوافل اور وظائف میں مشغول رہتے تھے کے ہاں پیدا ہوئیں۔

16 برس کی ہوئیں تو جس قدر رشتے آئے خاندانی وجاہت کو مقدم رکھتے ہوئے 1914ء میں دہلی کے سید شفیع احمد کا رشتہ قبول کیا گیا جو حضرت خواجہ میر درد" کے خاندان سے تھے۔ یہ وہی خاندان ہے جو حضرت اماں جان کا ہے جس کے متعلق حضرت بانی سلسلہ تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ جہاں تیری شادی ہوگی وہ قوم کے شریف اور عالی نسب ہوں گے۔"

میرے والد حضرت اماں جان کی کزن کے بیٹے تھے۔ ان کا شجرہ نسب سیرۃ حضرت اماں جان مصنفہ محمود احمد عرفانی صاحب ص 136 پر اور ے خانہ درد مصنفہ ناصر نذیر فراق دہلوی ص 236 پر درج ہے۔ میرے والد نے 1903ء میں حضرت بانی سلسلہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

شادی کے بعد میری والدہ کو پتہ چلا کہ میرے والد احمدی ہیں ان کی عبادات تہجد کے نوافل' تلاوت کلام الہٰی ان کا اخلاق ان کی معاشرت نے والدہ کو بہت متاثر کیا ان کے دل پر والد کی احمدیت کا بہت اچھا اثر پڑا۔ جب اپنے میکے گئیں تو گھر میں بتایا کہ میرے میاں تو حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کر چکے ہیں۔ گھر والوں نے کہا اگر وہ مرزائی ہے تو تمہارا نکاح ٹوٹ گیا۔ اس کا خیال بھی دل سے مٹا دو۔ بہت مشکلات کے بعد یہ واپس میرے والد کے پاس آسکیں۔ والد سے متاثر ہونے کے باوجود انہوں نے کہا آپ اپنے عقائد پر چلیں میں اپنے عقائد پر چلوں گی۔ والد سب سے پہلی احمدیہ پاکٹ بک "محقق" لکھ رہے تھے انہوں نے بڑی حکمت سے والدہ سے کہا بیگم آپ تلاوت کرتی ہیں ذرا میرے ساتھ کتاب لکھنے میں مدد کریں۔ تلاوت کے دوران نبیوں پر ایمان لانے والوں کے انجام اور انکار والوں کے انجام کی آیات ایک کاپی میں لکھتی جائیں اس طرح والدہ کے دل کی گرہ کھلتی چلی گئی اور ایک خواب کی بناء پر 1920ء میں وہ احمدی ہو گئیں۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد رفتہ رفتہ تمام غیر احمدی عقائد اور طریقے انہوں نے چھوڑ دیئے۔ بیت الفضل لندن کے لئے چندے کی تحریک خطبے میں سنتے ہی اپنا پنچ لڑا ہار دے دیا جس کا ذکر تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 95 پر درج ہے۔

18۔اپریل 1927ء کو دہلی میں لجنہ اماء اللہ کا قیام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ذریعے ہوا اور قریشہ سلطانہ پہلی سیکرٹری مال بنائی گئیں۔ آپ نے اس شعبہ کو اس قدر ذمہ داری سے نبھایا کہ مرکز کی تحریک پر فوراً چندہ اکٹھا کرتیں۔ بارہا حضرت امام جماعت الثانی نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ والدہ دعا کر کے نکلتیں جلسہ میں موثر تقریر کرتیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ میز پر رکھتیں۔ نیز تمام ممبرات سے ذاتی تعلقات قائم کئے ہوئے تھے۔ سب ہی ممبرات بڑھ چڑھ کر چندہ دیتیں۔ جب کبھی حضرت اماں جان دہلی تشریف لا کر لجنہ کے جلسوں میں شامل ہوتیں والدہ کی تقریر سن کر بہت شاباش دیتیں۔ آپ نے والدہ کا نام "محفل کی رونق میری بہو" رکھا ہوا تھا کیونکہ میرے والد حضرت اماں جان کے رشتے کے بھانجے تھے۔ آپ نے جلسہ سالانہ 1934ء پر خواتین کے جلسے میں تقریر کی پہلے ہی عبادات میں پختہ تھیں احمدیت کے نور سے ہر آنے والا دن تقویٰ ایمان عرفان اور احمدیت کی محبت سے روشن تر ہونے لگا۔

حالات ایک جیسے نہیں رہتے 25 سال والدہ نے گھر میں بیگم بن کر آرام و آسائش سے زندگی گزاری۔ کبھی گوٹے کناری کے بغیر دوپٹہ نہیں اوڑھا زیورات اور پھولوں میں لدی پھندی رہیں۔ گھر میں رئیسانہ ٹھاٹ باٹ' بچوں کے لئے آیا۔ کھانا پکانے کے لئے ملازمہ' ڈیوڑھی پر خادم' باہر کے کاموں کے لئے منشی موجود تھے۔ 31۔ اکتوبر 1941ء کو والد حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہو گئے کہ والدہ کے منہ یہ جملہ نکلا "یا اللہ یہ تو ہمیں چھوڑے جا رہے ہیں اب ہمارا کیا بنے گا؟ کہتی ہیں اسی لمحے ایک جلالی آواز میرے کانوں میں آئی "تیرا خدا تو نہیں مرا وہ تو ہمیشہ زندہ رہے گا۔" میں گرنے سے سنبھل گئی اور وہ چھ ماہ سے 12 سال تک کے چار بیٹے اور 3 بیٹیاں چھوڑ کر تقریباً 53 سال کی عمر میں خدا کو پیارے ہو گئے۔

ایک دن والدہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد ان سے کہہ رہے ہیں بیگم آپ اخبار دستکاری جاری کریں۔ یہ اخبار 1913ء سے والد کی وفات تک برابر شائع ہوتا رہا۔ یہ مسلمانوں کو صنعت و حرفت اور دستکاری سکھانے کے لئے جاری کیا گیا تھا 1943ء میں آپ میدان صحافت میں آگئیں۔

بیگم شفیع نے اخبار دستکاری کو ماہانہ سے ہفتہ وار جاری کر دیا۔ 1943ء کی بات ہے جنگ عظیم دوم ابھی ختم ہوئی تھی سارے ہندوستان میں قحط کے سے آثار تھے۔ محکہ فوڈ سپلائی کی طرف سے اناج بچاؤ غذا کی کمی سبزیوں ترکاریوں سے پوری کرو کی مہم جاری تھی۔ بیگم شفیع بھی اپنے اخبار کے اداریوں کے ذریعے اس مہم میں شامل تھیں۔ دہلی کے چیف کمشنر سر ولیم کرسٹی نے عید پارٹی کی اس وقت انگریز حکمران مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی تہواروں پر خاص تقریبات کرتے جس میں شہر کے معززین اور اخبار نویسوں سے تعلقات استوار کرتے۔ یہ پہلی میٹنگ تھی جس میں بیگم شفیع اپنے بیٹے سید حسنات احمد کے ساتھ برقع میں شامل ہوئیں چیف کمشنر دہلی نے معزز جگہ بٹھایا۔ اور بیگم شفیع کے لکھے ہوئے متاثر کن اداریوں کی تعریف کی۔ اور بیگم شفیع کو چار رکنی راشننگ کنٹرولر کمیٹی کا ممبر بنا دیا۔ بیگم شفیع اپنے بیٹے کے ساتھ راشننگ کی دکانوں اور گوداموں کو بھی چیک کر سکتی تھیں اور راشن تقسیم ہوتا بھی دیکھتیں مسلمانوں کو ہندو دوکاندار جو تنگ کر کے راشن دیتے تھے۔ اب ٹھیک ہو گئے تھے۔ بیگم شفیع کے حلقوں میں راشن تقسیم ہونے کی شکایات ختم ہو گئیں۔

دستکاری میں لکھے گئے اداریئے افسران بالا کے لئے فکر کا باعث بن جاتے۔ کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والی خواتین کو حمل کے آخری زمانے اور وضع حمل کے بعد کے دنوں کی تنخواہ کے ساتھ چھٹی نہیں دی جاتی تھی بلکہ ملازمت سے برطرف کر دیا جاتا تھا۔ بیگم شفیع نے اوپر تلے اداریئے لکھے جس پر حکومت اور کارخانے والوں نے ان عورتوں کو تین ماہ کی چھٹی مع تنخواہ دینے کا اصول بنایا۔

روز بروز کامیاب پر اثر اخبار کے اداریوں پر والدہ کی مساعی پر ان کا وقار اور عزت بڑھتے گئے۔ اخبار دستکاری حکومت کی

بیگم شفیع احمد' جان متھائی وزیر مواصلات انڈیا' قائد اعظم' محترمہ فاطمہ جناح اور لیاقت علی خان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Accredited list میں شامل ہو گیا۔ حکومتی اشتہارات ملنے لگے اور بیگم شفیع صحافیہ کے ساتھ نامہ نگار بھی بنادی گئیں اخبارات میں برقع کے ساتھ بیگم شفیع کی تصاویر اور خبریں شائع ہوتیں۔

بیگم شفیع کی اعلیٰ کارکردگی اور ان کے اعلیٰ اداریوں پر چیف کمشنر دہلی نے آپ کو اس صحافی پانچ رکنی عوامی ایڈوائزری کونسل کا ممبر بنالیا جو دہلی کی انتظامیہ کی مشیر تھی (انگریز حکمران صحافت کی اہمیت کو سمجھتے تھے اس لئے صحافیوں کی بہت عزت کرتے تھے) انڈیا آفس لائبریری لندن سے وہ ریکارڈ حاصل کیا گیا ہے جو چیف کمشنر' دہلی کی سہ ماہی انتظامیہ رپورٹ' اور صحافیوں کے بارے میں رپورٹ بھیجتا تھا۔ اس میں بیگم شفیع اور اخبار دستکاری کا بہت اچھا ذکر ہوتا تھا' کہ بہت موثر تحریر کی مالک ہیں' سوشل کام بھی بہت کرتی ہیں لیکن پکی مسلم لیگی ہیں۔

بیگم شفیع کا مسلم لیگ سے پہلا رابطہ اس طرح ہوا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا باقاعدہ دفتر عابد منزل بلیماران دہلی میں قائم ہوا اور اسی بلڈنگ کی تیسری منزل میں ہماری رہائش تھی اور دوسری منزل میں دستکاری اخبار کا دفتر تھا مسلم لیگ کے آفس سیکرٹری سید شمس الحسن میرے والد ڈاکٹر سید شفیع احمد کے گہرے دوست تھے۔ قائد اعظم محمد علی جناح' لیاقت علی خاں' سردار عبدالرب نشتر وغیرہ دفتر میں آتے میٹنگز ہوتیں لائحہ عمل بناتے غور و فکر کرتے اور چائے بازار سے آتی۔ میرے والد کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا چائے اور پان آپ میرے گھر سے منگوا لیا کریں۔ اور والدہ عمدہ سی چائے بنا کر خوبصورت برتن ٹرے میں رکھ کر نیچے بھجوا دیتیں اسی طرح پان وغیرہ بھی کئی دفعہ مسلم لیگ پر کچھ قرض ہوتا۔ قرض خواہ آفس سیکرٹری کو آکر تنگ کرتے اور فنڈ کوئی نہ ہوتا تو والد صاحب اوپر اماں کو پیغام بھیجتے کہ بیگم اتنی رقم نیچے بھیج دیں۔ اور یہ پہلا رابطہ والدہ کا مسلم لیگ سے ہوا۔

1938ء میں مسلم لیگ میں شعبہ خواتین بنایا گیا حضرت امام جماعت الثانی شروع سے ہی مسلم لیگ کا ساتھ دینے کی جماعت کو تلقین فرما رہے تھے اس طرح بیگم شفیع گھر بیٹھے دو آنے میں مسلم لیگ کی ممبر بن گئیں اور سب ملنے والی خواتین کو بھی دو آنے کا ممبر بنوا دیا اس طرح کافی ممبر بنائے قائد اعظم کے سامنے جب ممبر شپ کا چندہ رکھا گیا اور بتایا گیا کہ یہ ڈاکٹر سید شفیع احمد کی بیگم نے اکٹھا کیا اور اتنی ممبر بنائیں تو قائد اعظم نے انہیں شعبہ خواتین مسلم لیگ بلی ماران دہلی کی نگران بنا دیا۔ مسلم لیگ کی مساعی تیزی سے وسیع سے وسیع تر ہو رہی تھیں فیض بازار دریا گنج دہلی میں ایک بڑی عمارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کا دفتر عابد منزل سے منتقل ہو گیا۔ والد کے انتقال کے بعد ہم بھی آل انڈیا مسلم لیگ کے نئے دفتر فیض بازار کے ساتھ بغلی فلیٹ میں منتقل ہو گئے۔

اس فلیٹ میں منتقل ہونے سے بیگم شفیع کی مصروفیات مسلم لیگ اور اخبار کی تیز تر ہو گئیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی دعائیں اور کوششیں قائد اعظم محمد علی جناح' کے ساتھ تھیں چنانچہ جماعت احمدیہ اپنے امام کے ارشاد پر قائد اعظم اور مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔ بیگم شفیع نے بھی اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اور اپنے اخبار کی تمام خدمات مسلم لیگ کے لئے وقف کر دیں۔ آپ کی تقریر اور تحریر اتنی موثر تھی کہ قائد اعظم نے بیگم شفیع کو شعبہ خواتین مسلم لیگ دہلی کے ایک بڑے حصے کا نگران اور مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا ممبر نامزد کر دیا۔ اب بیگم شفیع اپنی ورکرز کو ممبر سازی کے لئے وسیع پیمانے پر گھر گھر بھیجنے لگیں۔ خواتین کے اجلاس عام منعقد کئے جاتے کئی جلسوں کی صدارت مس فاطمہ جناح اور کبھی بیگم رعنا لیاقت علی کرتیں۔ خواتین عہدیدار تقریریں کرتیں بیگم شفیع اتحاد بین المسلمین پر دھواں دھار تقریریں کرتیں۔ قیام پاکستان کے لئے زور دیتیں۔ مسلم لیگ کے دوسرے علاقوں کی نگران بھی بیگم شفیع کو تقریر کے لئے اپنے جلسوں میں مدعو کرتیں۔ اس وقت کا ایک زبردست نعرہ "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" تھا کیونکہ اکثر بڑے بڑے مسلمان کانگرس میں شامل ہو گئے تھے۔

جب بھی دہلی میں مسلم لیگ کے اجلاس عام ہوتے بیگم شفیع اپنی کارکنات کو وسیع پیمانے پر گھر گھر بھیجتیں کہ اپنے گھر کے مردوں کو اجلاس میں زیادہ سے زیادہ بھیجیں اور خود بھی آنے کی کوشش کریں اور قائد اعظم بھی مردوں کے پنڈال سے ملحق عورتوں کے لئے الگ باپردہ پنڈال لگواتے اور یہ اجلاس بہت کامیاب ہو جاتے۔

قائد اعظم ہمیشہ بیگم شفیع کی مساعی کو بہ نظر تحسین دیکھتے اور بہت حوصلہ افزائی فرماتے ہر پریس کانفرنس اور میٹنگ میں بیگم شفیع کو نمایاں جگہ دی جاتی۔ قائد اعظم پریس کو ایک موثر طاقت سمجھتے تھے انہوں نے خود انگریزی اخبار "ڈان" جاری کیا جو تصور پاکستان کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت پر بڑی سخت تنقید کرتا تھا۔ دستکاری اخبار اور مسلم لیگ کے ہمنوا اخبارات قائد اعظم کی تائید میں اداریئے لکھتے اور رائے عامہ کو الگ ملک کے حصول کے لئے ہموار کرتے۔

قائد اعظم بیگم شفیع کی مساعی سے بہت خوش تھے ان کی تجاویز اور مشوروں کی خصوصی توجہ سے سنتے اور کئی مرتبہ اپنے پاس جگہ دیتے ورنہ کسی کی جرات نہیں تھی کہ اسی صوفے پر بغیر قائد اعظم کی پیش کش کے بیٹھے۔ ہر پریس کانفرنس میں بیگم شفیع کو نمایاں جگہ دی جاتی جو ہر تصویر سے ظاہر ہے اور ہر تصویر میں ان کے پیچھے ان کے بیٹے سید مبشرات احمد نظر آ رہے ہیں۔

مارچ 1946ء میں جب سر سٹیفورڈ کرپس اور لارڈ پیتھک لارنس جو کیبنٹ مشن کے ممبر تھے انگلستان سے کانگرس اور مسلم لیگ کی مشترکہ عبوری حکومت بنانے ہندوستان آئے۔ 5 مئی تا 9 مئی 1946ء شملے میں مشہور شملہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ بیگم شفیع اخبار نویس بھی تھیں اور نامہ نگار بھی۔ یہ پہلی خاتون نامہ نگار تھیں جنہیں پریس انفارمیشن بیورو نے شملہ کانفرنس میں شامل ہونے کے کاغذات اسناد دیئے۔ اس کانفرنس میں بیگم شفیع اپنے بیٹے سید حسنات احمد صاحب کو لے کر گئیں۔ جاتے ہوئے عورتوں کے حقوق سے متعلق سوالات انگریزی میں ٹائپ کرا کے جن کے سامنے جوابات کی جگہ تھی لے گئیں۔

شملہ کانفرنس کے بعد جب اخبار نویسوں کی کانفرنس کو سر سٹیفورڈ کرپس شملہ میں خطاب کر چکے۔ تو بیگم شفیع نے سوال کیا کہ سب کے حقوق کی بات ہوئی یہ بتائیں کہ عورت کو حکومت میں کتنا حصہ دیا جائے گا پہلے تو سر کرپس نے زبانی جواب دیا لیکن بیگم شفیع نے ٹائپ شدہ سوالات آگے کر دیئے کہ ان پر جواب لکھ کر دیں۔ چنانچہ سامنے خالی جگہ پر "ہاں" "نہیں" "سوچیں گے" "مستقبل میں غور کریں گے" "ضرور دیں گے" وغیرہ۔ سر کرپس اس برقع پوش خاتون سے بہت متاثر ہوئے چنانچہ لکھ کر جواب دے دیئے ورنہ بھلا کوئی لکھ کر جواب دیتا ہے۔

مسز سروجنی نائیڈو بھی کانفرنس میں شامل تھیں کانفرنس کے بعد انہوں نے بیگم شفیع کو گلے سے لگا کر مبارکباد دی اور کہا بیگم شفیع میں آپ کو مان گئی واقعی برقع آپ کی ترقی میں رکاوٹ نہیں بنا۔

سر کرپس سے سوالات

دوسرے دن "ڈان" ہندوستان ٹائمز "اسٹیٹسمین" اخبارات میں تصاویر کے ساتھ خبر چھپی جس میں بیگم شفیع سر کرپس سے بات کر رہی ہیں یہ تصاویر السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا میں بھی چھپی۔ ڈان اخبار نے تو بڑی نمایاں کر کے پہلے صفحے پر چوکھٹے میں خبر دی۔ قائد اعظم نے بھی شاباش دی اس زمانے میں ٹی وی نہیں تھا۔ حکومت کی اہم خبروں کی جھلکیاں سینما گھروں میں چلنے والی فلموں سے پہلے پندرہ بیس منٹ کے لئے دستاویزی فلم کے طور پر دکھائی جاتی تھیں۔ چنانچہ شملہ کانفرنس کے منتخب حصے بھی دکھائے گئے جس میں بیگم شفیع سوالات کرتی اور جوابات لکھواتی نظر آئیں اور اس طرح بیگم شفیع نے حصول پاکستان کی تاریخی شملہ کانفرنس میں شرکت کی۔

ستمبر 1946ء میں پہلی عارضی حکومت کا اعلان ہوا جس میں پنڈت جواہر لال نہرو کو ہندوستان کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا اور مسلم لیگ کی طرف سے لیاقت علی خاں کو وزیر خزانہ کا عہدہ دیا گیا اس حکومت کی پہلی افتتاحی تقریب وائسریگل لاج یعنی اسمبلی ہاؤس میں منعقد ہوئی بیگم شفیع بھی اخباری نمائندہ اور نامہ نگار کے طور پر مدعو کی گئیں یہ حسب معمول اپنے ساتھ اپنے بیٹے سید مبشرات احمد کو لے کر گئیں سیکورٹی کا بہت زیادہ انتظام تھا سب ہر ایک کا کارڈ چیک کیا جا رہا تھا۔ بھائی سید مبشرات احمد کو دروازے پر روک دیا گیا اور بیگم شفیع کو جانے کا اشارہ کیا گیا۔ بیگم شفیع نے جانے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ کسی میٹنگ میں بغیر کسی بیٹے کے نہیں جاتی تھیں خواہ وہ پندرہ سالہ بیٹا ہی ہو بھائی سید برکات احمد صاحب اور بھائی سید حسنات احمد صاحب ملازمت کرتے تھے اس لئے آئے دن اماں بھائی سید مبشرات احمد صاحب کو سکول سے چھٹیاں کرا کے ساتھ لے جاتی تھیں اماں کی تصاویر اخباروں میں چھپتیں تو بھائی سید مبشرات احمد صاحب اماں کے ساتھ دائیں بائیں کہیں کھڑے نظر آتے جب یہ سکول جاتے ان کی غیر حاضری اور کام نہ کرنے پر سزا دیتے اور کہتے کہ پڑھائی چھوڑ کر اپنی اماں کے ساتھ لیڈری کرو۔ سر ولیم ڈگلس پرنسپل انفارمیشن آفیسر اماں کو جاتے ہوئے نظر آئے اماں نے کہا انہیں کہا (اس وقت انگریز افسران کو اردو آتی تھی) آپ کو معلوم ہے مجھے انگریزی نہیں آتی میرا بیٹا میرے ساتھ ترجمانی کے لئے ہوتا ہے اگر اس کو اندر جانے کی اجازت نہیں ملے گی تو میں بھی نہیں جاتی مسٹر ڈگلس نے اماں کے دعوت نامے پر لکھ دیا ترجمان کے ساتھ اجازت ہے اور اپنے دستخط کر دیئے۔ روکنے والا دیسی افسر بھائی کا منہ دیکھتا رہ گیا اور وہ سب سے چھوٹی عمر کے شریک ہونے والے اس تاریخی تقریب ہندوستان کی پہلی عبوری حکومت کے موقع پر منعقد ہونے والی پریس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ السٹریڈ ویکلی آف انڈیا بمبئی میں تصویر شائع ہوئی جس میں بیگم شفیع وزیر اعظم پنڈت نہرو سے کوئی سوال پوچھ رہی ہیں بائیں طرف سید مبشرات احمد صاحب کا آدھا چہرہ اور سر نظر آ رہا ہے۔

آزادی کا اعلان ہوا اور چند ہی دن میں بھارت میں مسلمانوں کے قتل و خون کا بازار گرم ہو گیا جگہ جگہ آگیں لگائی جا رہی تھیں رات کو آسمان ان آگوں سے سرخ ہوتا اور دن کو فضا میں دھواں ہی دھواں نظر آتا منتشر محلوں سے مسلمان تحفظ کے لئے مسلمانوں کے محلوں میں اپنے عزیز رشتہ داروں کے ہاں جمع ہو گئے اور ہم بھی دریا گنج کے مکان سے (جس کے ساتھ آل

بیگم شفیع احمد اخبار نویسوں کی کانفرنس میں قائد اعظم کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انڈیا مسلم لیگ کا دفتر تھا جس کو ہندو آگ لگانا چاہتے تھے) بھائی سید برکات احمد صاب کے مکان فیض بازار میں جو اندر مسلمان محلے میں تھا چلے گئے۔

بیگم شفیع احمد شملہ کانفرنس میں

قادیان کی حفاظت کی تڑپ

رات دن زیادہ تر کرفیو لگا رہتا لیکن کرفیو کے باوجود ہندو فساد اور بلوے سے باز نہ آتے پریس کانفرنسوں میں پنڈت نہرو اخبار والوں کو یقین دلاتے کہ امن کی صورت حال بہتر ہے اور ہم نے فوج کو حفاظت کے لئے جگہ جگہ بھیج دیا ہے۔ قادیان سے بھی خطرے کی اطلاعات مل رہی تھیں ایک پریس کانفرنس میں اماں نے پنڈت نہرو سے سوال کیا کہ آپ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی حفاظت کا کیا انتظام کر رہے ہیں پنڈت نہرو نے جواب دیا۔ ان کی حفاظت کے احکام میں پہلے ہی صادر کر چکا ہوں اماں نے کہا قادیان میں بہت خطرہ ہے نہرو نے جواب دیا نہیں وہاں پوری طرح امن امان ہے اماں نے قادیان فون پر بات کی حضرت امام جماعت الثانی نے فرمایا "نہرو سے کہو جیسا امن قادیان میں ہے ایسا امن تمہارے گھر میں ہو"

حضرت صاحب سے یہ بات سن کر کہ قادیان میں سخت خطرہ ہے والدہ بڑے جوش ایمان سے نہرو سے لڑنے چلیں کہ کیوں جھوٹ بولا اور فوراً قادیان کی حفاظت کا انتظام کرے۔ اماں لجنہ دہلی کی نائب صدر ہونے کے ساتھ شعبہ خواتین مسلم لیگ دہلی کے ایک بڑے حصے کی نائب صدر بھی تھیں اور مسلم لیگ کے نشان کے طور پر کالے برقع کے کوٹ پر سبز نقاب والا' سبز رومال (یعنی برقع کا اوپر کا حصہ) لیتی تھیں۔ دہلی میں فسادات کا یہ عالم تھا کہ پرانی اور نئی دہلی میں قتل و غارت لوٹ مار اور آتش زدگی کا بازار گرم تھا 48 گھنٹے کے کرفیو کے بعد دو گھنٹے کے لئے کرفیو کھلا۔ قیامت خیز حالات کے باوجود اماں کا جوش ایمانی اور غیرت سلسلہ مجبور کرتے رہے کہ جا کر نہرو سے لڑیں اور قادیان کے حفاظتی اقدامات کے لئے کہیں۔ گھر میں سب نے منع کیا لیکن اماں نے کہا میرا اثر رسوخ اور اخبار کس کام کا اگر میں قادیان کے لئے کچھ نہ کر سکوں موت نے ایک ہی دفعہ آنا ہے اچھا ہے اگر دین کی خدمت کرتے ہوئے مروں اماں خطرات کی پرواہ کئے بغیر بھائی سید مبشرات احمد صاحب کو لے کر سبز برقع میں گھر سے نکل پڑیں۔ اس زمانے میں ٹیکسی بہت کم تھی ٹرانسپورٹ کا ذریعہ بس تانگہ اور رکشا ہوتے تھے حالات کی خرابی وجہ سے بمشکل ایک تانگہ ملا۔ پہلے تو وہ سبز برقع کی وجہ سے بٹھانے کو تیار نہ تھا بہت کہنے سننے کے بعد 50 روپے میں بٹھایا لیکن برابر کہتا رہا ماتا جی برقع اتارو ورنہ جن سنگھی غنڈے آپ کو بھی مار دیں گے اور مجھے بھی مار دیں گے اماں نے کہا تم ایشور کو مانتے ہو پرارتھنا کرتے ہو میں اپنے ایشور سے پرارتھنا کرتی جاؤں گی دیکھ لینا نہ تم کو کچھ ہو گا اور نہ ہم کو۔ اماں کہتی ہیں میں گریہ سے دعائیں کرتی مردانہ وار چلی گئی اور مجھے ذرا بھی ڈر نہیں لگا خدا تعالیٰ نے "نصرت بالرعب" کا وعدہ حضرت بانی سلسلہ سے کیا تھا میں بھی اسی کی ایک ادنیٰ کنیز تھی مجھے بھی اس میں سے حصہ دیا گیا حالانکہ جگہ جگہ خون پھیلا ہوا تھا انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے زخمی مسلمان دم توڑ رہے تھے ننگی تلواریں لہرا رہی تھیں آگے چلے تو چاروں طرف آگیں بھڑکتی نظر آئیں۔ اماں دعائیں کرتی چلی جا رہی تھی اور حیرت انگیز بات یہ کہ جگہ جگہ غنڈے تانگہ روکتے۔ مارنے کے لئے نہیں بلکہ کہتے ماتا جی برقعہ اتار دو ماری جاؤ گی۔ آخر میں پنڈت نہرو کی کوٹھی پر پہنچی پیغام بھیجا کہ بیگم شفیع آئی ہیں ملنا چاہتی ہیں۔ ڈیوٹی افسر نے پس و پیش کی۔ جب ذرا دیر لگائی تو بیگم شفیع نے گرجدار آواز میں کہا کہ اطلاع کرتے ہو کہ میں دروازہ کھول کر خود اندر جاؤں پنڈت نہرو جو اتفاق سے وہاں سے گزر کر دوسرے کمرے میں جا رہے تھے نے سن لیا اور کہا بیگم صاحبہ کو آنے دو اماں کہتی ہیں کہ میں نے چھوٹتے ہی نہرو سے کہا آگ اور خون کا دریا چاروں طرف سے مسلمانوں کو ختم کر رہا ہے قادیان خطرات سے گھرا ہوا ہے فسادی بلوائی قادیان میں گھومتے پھر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں قادیان میں بالکل امن ہے ہمارے امام نے آپ کے لئے پیغام بھیجا ہے جیسا امن آپ کو قادیان میں نظر آتا ہے ایسا امن آپ کے یہاں ہو۔ پنڈت نہرو نے کہا آپ سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں فوراً حفاظت کے لئے فوج بھیجتا ہوں اور بات کو ٹالنے کے لئے کہا کہ اگر آپ کے گھر اور عزیزوں کو خطرہ ہے تو آپ لوگوں کے لئے نئی دہلی میں انتظام کروا دیتا ہوں۔ اور اماں یہ کہتی باہر نکل آئیں کہ آپ کی فوج کیا قادیان کی حفاظت کرے گی خدا تعالیٰ اس کی خود حفاظت کرے گا۔ اگرچہ قادیان میں بھی لوٹ مار اور فسادات ہوتے رہے بڑے بڑے ہنگامے ہوئے پھر بھی پورے ہندوستان کی نسبت قادیان کے احمدی بلکہ باہر سے آئے ہوئے غیر احمدی پناہ گزین بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بعد حضرت امام جماعت الثانی کی دعاؤں اور حکمت عملی سے بخیریت پاکستان پہنچ گئے۔

اماں واپس بھائی سید مبشرات صاحب کے ساتھ ان ہی بربریت کے نظاروں کو دیکھتی اور ان میں سے گزرتی حد درجہ دعائیں کرتی بخیریت تانگے میں واپس گھر پہنچ گئیں۔ وہ ہمیشہ اس واقعہ کو ایک عجیب ایمانی جرات و کیفیت اور روحانی سرور کے ساتھ بیان کیا کرتی تھیں کہ "میں جب بھی اس آگ اور خون کے دریا کا تصور کرتی ہوں تو مولیٰ کریم کے قربان جاتی ہوں اور حیران ہوتی ہوں کہ ہم کیسے بچ کر گئے اور کیسے واپس آئے یہ سراسر خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہا کرتی تھیں کہ۔

یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

قائداعظمؒ کے مشورے سے اماں نے کچھ تاخیر سے پاکستان جانے کا پروگرام بنایا کیونکہ وہ کہتی تھیں کہ میرا ضمیر مجھے ٹھہرنے پر مجبور کرتا ہے تاکہ قتل و غارت ہونے والے مسلمانوں کی آہ و پکار اور فریاد حکام بالا تک پہنچا سکوں۔ لیکن جب ہندو منافقانہ ذہنیت کی وجہ سے ہر شکایت بیکار ثابت ہوئی۔ اور حالات روز بروز بگڑتے چلے گئے۔ وہ مسلمان جو اپنے آباؤ اجداد کی جائیدادیں اور اپنے مادر وطن کو نہیں چھوڑنا چاہتے تھے حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر تیزی سے نقل وطن پر تیار ہوئے۔ دہلی میں 48 گھنٹے کا کرفیو نافذ تھا۔ گھروں میں بچے دودھ کے لئے اور بیمار دواؤں کے لئے تڑپتے تھے جب ذرا کی ذرا کرفیو ختم ہوتا تو لوگ بیتابانہ ضروریات زندگی لینے کے لئے باہر نکلتے کتنے ہی راستے میں شہید کر دیئے جاتے۔ دہلی کے امیر جماعت بابو نذیر احمد صاحب بھی کرفیو کے وقفہ میں کسی جماعتی اہم کام کے لئے نکلے اور خضر سلطانہ صاحبہ کے میاں بابو محمد یونس صاحب بھی اپنی بیمار بیوی کی دوا لینے گئے کہ دونوں کو گھر لوٹنا نصیب نہ ہوا صبح شام ان کا انتظار ہی رہتا لیکن وہ راہ خدا میں قربان کر دیئے گئے کرفیو کے دوران ہندو حکومت شہر بھر سے لاشیں جمع کر کے شمشان بھون میں تیل ڈال کر جلوا دیتی جس کا دھواں سارے شہر میں نظر آتا۔ گھر اور محلے غیر محفوظ ہو چکے تھے پرانا قلعہ دہلی اور ہمایوں کا مقبرہ دہلی پاکستان جانے والوں کے لئے دو کیمپ بنا دیئے گئے والدہ نے اپنے علاقے کی عورتوں اور بچوں کو بچانے کے لئے بہت کام کیا اور جب تک تمام محلے کے مسلمان مرد عورتیں اور بچے محفوظ علاقوں اور کیمپوں میں نہیں چلے گئے ہم لوگ بھی نہیں نکلے سب سے آخر میں بگڑتے ہوئے حالات نے ہم کو بھی گھر سے اکتوبر کے وسط میں نکلنے پر مجبور کر دیا بڑھتے ہوئے خطرے کے پیش نظر اچانک ہی ہمیں گھر چھوڑنا پڑا جلدی میں اماں نے اباجی کے غیر مطبوعہ مسودات کا بستہ اٹھایا۔ اور ململ کا دوپٹہ پھاڑ کر اس میں کرنسی نوٹ رکھے اور کمر کے ساتھ ساڑھی کے نیچے باندھ لئے ایک ٹرنک میں دو دو جوڑے کپڑے کے ڈالے چند بستر ساتھ لئے اور ابھی ہم سب لوگ تانگوں میں بھی بیٹھنے نہیں پائے جاتے تھے کہ بلوائی ہمارے سامنے دندناتے ہوئے گھر میں گھس گئے بھائی صاحب (سید برکات احمد صاحب) ہم لوگوں کو ہمایوں کے مقبرے چھوڑ کر جب واپس آئے تو بمشکل ان سکھوں سے اپنے پہننے کے کپڑے ایک بستر اور تصاویر کا ایک البم لے سکے ہمایوں کے مقبرے میں حشر کا میدان نظر آتا تھا۔ قلعے کی غلام گردشوں میں بمشکل 12X10 فٹ کے حصے ایک ایک فیملی کو ٹھہرنے کے لئے دیئے جاتے۔ نفسا نفسی کا عالم تھا جن کو ہوائی جہاز کی ٹکٹ مل جاتیں وہ ہوائی جہاز سے چلے جاتے جن کو ٹرینوں کی سیٹیں مل جاتیں وہ ٹرین سے چلے جاتے اور خدا خدا کر کے ہم بھی لاہور پہنچ گئے۔

بقیہ صفحہ 8

شاندار اور پر جوش طریق سے منایا۔ شمیری بھائیوں کے خلاف حکومت کشمیر کی ناانصافیوں اور مظالم کے متعلق اس زور سے مظاہرے کئے گئے۔ جو کشمیری حکمرانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی تھے۔ یہ تمام مظاہرے انتہائی پر امن طریق پر ہوئے اور پر امن طریق پر پورے ہندوستان میں کشمیریوں کے حق میں صدائے احتجاج بلند کی گئی جس سے نہ صرف رائے عامہ کو کشمیریوں کے حقوق دلوانے کے لئے ہموار کیا گیا بلکہ حکمرانوں تک بھی آواز خلق کو پہنچا کر اجتماعی اظہار کیا گیا۔

یہ وہ اولین منظم کوشش تھی جو کشمیریوں کے حقوق کے لئے کی گئی جس کے دور رس نتائج نکلے اور آنے والے وقت میں کشمیریوں کو ان کے بنیادی حقوق ملنے اور ڈوگرہ راج کے مظالم کو انگریز حکومت ہندوستان کی جانب سے روکنے کے لئے باقاعدہ مہم آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے چلائی گئی۔

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
تریاق اٹھرا — مرض اٹھرا کی مفید گولیاں
نور نظر — اولاد نرینہ کی مشہور و معلوم گولیاں
اکسیر معدہ — ہاضمے کا بہترین چورن
قند شفاء — جوشاندہ کا انسٹنٹ پوڈر
نور کاجل — آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے
نور ابٹن — چہرے و بدن کی خوشبو و حفاظت کیلئے
نور آملہ — بالوں کی صحت کیلئے
خورشید سپر آئل — ایک حیرت انگیز تحقیق
جس کی بز ۱۰۰ خالص مفید اور موثر ادویات
اب ہماری برانچ اسلام آباد میں بھی دستیاب ہیں
جہاں ہر ماہ تین دن کیلئے
حکیم شیخ بشیر احمد ایم اے فاضل الطب و الجراحت
مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
ہیڈ آفس: گولبازار ربوہ فون: 211536
برانچ: K-2 پلازہ مرکز 1-9 اسلام آباد فون 444224

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شوابے ہومیوپیتھک ادویات کا
تازہ سٹاک
آگیا ہے

ربوہ میں ہومیو ادویات کے واحد ہول سیل ڈیلرز
ایف بی ڈسٹری بیوٹرز راجیکی روڈ ربوہ
نزد بیت راجیکی

SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ
T. M. EXCHANGE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام /۳۰ ، ۴۰ گرام /۹۰ ، ۱۰۰ گرام /۱۵۰ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
/۲۵۰
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

کیڈمیم سے تیار شدہ زیورات
میاں عبدالسلام صاحب کی مشہور دوکان
پاک گولڈ سمتھ
اس کے علاوہ ہماری کوئی برانچ نہیں
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون گھر 211749 211549
فون دوکان 212850 212750

بشیر گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دوکان: 04524-211806
رہائش شہر: 04524-211883
گاؤں: 04524-22238

بچت بھی اور اعلیٰ کوالٹی بھی
لیڈیز برقعوں کی اعلیٰ تیار ورائٹیز
ہمارے ہاں نت نئے سے نئے ڈیزائنوں میں ریڈی میڈ برقعے تیار ہوتے ہیں اور بے شمار رنگوں میں برقعوں اور سوٹ کیلئے ہر رنگ کا کپڑا جارجٹ، ڈبل جارجٹ، کرشمہ جارجٹ جالی دار جارجٹ، سٹون واش کپڑا۔ مزید مردانہ کوٹ پتلون کا کپڑا بھی دستیاب ہے تیار کوٹ پتلون مردانہ، ٹوپیس سوٹ واسکٹ بند گلے والی، سفاری سوٹ بھی انتہائی ارزاں نرخوں پر دستیاب ہیں۔ نیز ان تمام ورائٹیز کی ارجنٹ سلائی بھی کی جاتی ہے۔ بوجہ سیل دوکان جمعہ اور اتوار کو بھی کھلی رہے گی۔
المشتہر: **ایم اشرف ٹیلرز**
قریشی مارکیٹ گولبازار ربوہ
فون: 211365

سیل ۔ سیل ۔ سیل
فون 213161
لان پرنٹ وسادہ کرنکل ماربل کاٹن سادہ و پرنٹ جارجٹ سادہ و پرنٹ برقعہ کیلئے۔ ریڈی میڈ کوٹ برقعہ
سیل جاری ہے فائدہ اٹھائیں
الفردوس کلاتھ ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ

جانوروں کی دیگر امراض مثلاً
سرکن اور اپھارہ کے علاوہ
منہ کھر، گل گھوٹو، زہرباد، تھنوں کی سوزش، ناڑ، گلٹی، اخراج رحم (اوانس نکالنا)، بانجھ پن، دودھ کی کمی، بندش اور واہ وغیرہ کیلئے مفید و مؤثر "کیوریٹو" ادویات اپنے شہر کے سٹورز سے طلب فرمائیں۔
معلومات کیلئے کیوریٹو وٹرنری گائیڈ /5 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیں۔
وٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز کیلئے معقول کمیشن
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی** رجسٹرڈ ربوہ فون: آفس: 771
سیلز آفس: 211263
فیکس: 212299

فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز
فون 213158

دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ہر قسم کے جدید و روایتی زیورات کا مرکز
قمر جیولرز
گولبازار ربوہ
فون 04524-559
پروپرائٹر: میاں قمر لطیف

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے
ہلکے ساتھ تشریف لائیں
کیڈمیم کے ساتھ تیار شدہ زیورات کے نادرات
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز
212637 / 212175
پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر
میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ

---

100 % خالص معیاری گرم مصالحہ جات **رضوان فوڈز**
شادی بیاہ و دیگر پارٹیوں اور گھریلو استعمال کیلئے
گرم مصالحہ مکمل فارمولا کے ساتھ
ہمارا تعاون آپکے خاندان کی صحت کا ضامن
محمد ابراہیم اینڈ سنز دارالرحمت وسطی ربوہ
فون 212307

---

8 فٹ سائز سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلیویژن کا رزلٹ شاندار
• اعلیٰ کوالٹی بھاری میٹریل ڈش
• آزمودہ مشہور زمانہ ونز سیٹ ریسیور نیا ماڈل
• گارڈنر LNB امریکہ اور جاپانی وائر
• تمام اشیاء جینوئن اور NO-1 گارنٹی کے ساتھ
• پاکستان میں ہر جگہ فٹنگ کی سہولت
ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ
بشارت احمد خان
فون نمبرز 211274 213123

نظر اور دھوپ کے چشمے خریدنے کیلئے
تشریف لائیں
شکور بھائی چشمے والے
طارق بھائی و خالد بھائی
گولبازار ربوہ

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکرم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائٹرز: میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز
فون: 6325511
6330334